ماہنامہ

التبلیغ

راولپنڈی

جلد 22 شمارہ 03 اکتوبر 2024ء - ربیع الاول 1446ھ

جلد 22 شمارہ 03

ماہنامہ

التبلیغ

راولپنڈی

اکتوبر 2024ء - ربیع الاول 1446ھ

بشرفِ دعا

حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ

وحضرت مولانا ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب رحمہ اللہ

مدیر
مفتی محمد رضوان

ناظم
مولانا عبدالسلام

مجلسِ مشاورت

مفتی محمد ناصر — مولانا طارق محمود — مولانا محمد ریحان

فی شمارہ.................. 50 روپے

سالانہ.................. 500 روپے

پبلشرز

محمد رضوان

سرحد پرنٹنگ پریس، راولپنڈی

خط و کتابت کا پتہ

ماہنامہ التبلیغ پوسٹ بکس 959

راولپنڈی پوسٹ کوڈ 46000 پاکستان

قانونی مشیر

محمد شرجیل جاوید چوہدری

ایڈووکیٹ ہائی کورٹ

0323-5555686

مستقل رکنیت کے لئے اپنے مکمل ڈاک کے پتہ کے ساتھ سالانہ فیس صرف 500 روپے ارسال فرما کر گھر بیٹھے ہر ماہ ماہنامہ ''التبلیغ'' حاصل کیجئے

ڈاک کا پتہ تبدیل ہو جانے یا ماہنامہ موصول نہ ہونے کی صورت میں رکنیت نمبر کا حوالہ دے کر فوری اطلاع کریں

اس دائرہ میں سرخ نشان آپ کی رکنیت ختم ہونے کی علامت ہے، آئندہ شمارہ رکنیت فیس موصول ہونے پر ارسال کیا جاسکے گا

برائے رابطہ ...... ادارہ غفران ٹرسٹ چاہ سلطان گلی نمبر 17

عقب پٹرول پمپ وچھڑا گودام راولپنڈی صوبہ پنجاب پاکستان

فون: 051-5507530-5507270 فیکس: 051-5702840

www.idaraghufran.org

Email: idaraghufran@yahoo.com

www.facebook.com/Idara Ghufran

www.idaraghufran.org

ترتیب وتحریر

صفحہ

آئینۂ احوال..............آج کل کی سیاست، اور منافقت..........مفتی محمد رضوان 3

درسِ قرآن (سورہ آلِ عمران: قسط 55)..............................متقی اور اللہ کو بہترین وکیل
سمجھنے والوں کی فضیلت..// // 6

درسِ حدیث.....اللہ کے نزدیک دنیا کی ذلت وحقارت (تیسری وآخری قسط)....// // 14

مقالات ومضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ واصلاحِ معاملہ

افادات وملفوظات..مفتی محمد رضوان 20

علم کے مینار: ....فقہ مالکی، منہج، تلامذہ،
کتب، مختصر تعارف (بائیسواں حصہ)..مفتی غلام بلال 25

تذکرۂ اولیاء: .... پاکستان میں مسئلہ ٹیکس اور
خلافتِ عمر سے اس کا حل (قسط 10)......................................مولانا محمد ریحان 28

پیارے بچو!........................دوستی کا امتحان........................// // 30

بزمِ خواتین .....زیب وزینت میں خواتین کے اختیارات (حصہ 1)....مفتی طلحہ مدثر 32

آپ کے دینی مسائل کا حل ....تکفیر بازی ومغالطاتِ
سلفی کا جائزہ (قسط 24)..ادارہ 35

کیا آپ جانتے ہیں؟........................تجارتی بائیکاٹ، اور اس میں غلو
وبے اعتدالی (قسط 3)..مفتی محمد رضوان 40

عبرت کدہ ....حضرت موسیٰ اور خضر (حصہ ششم).........مولانا طارق محمود 54

طب وصحت ....دانتوں کے مختلف امراض اور
ان کا علاج...حکیم مفتی محمد ناصر 57

اخبارِ ادارہ ....ادارہ کے شب وروز..............................// // 59

www.idaraghufran.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آئینۂ احوال مفتی محمد رضوان

آج کل کی سیاست، اور منافقت

آج کے دور میں ہمارے یہاں کے سیاست دانوں نے سیاست کو اپنے طرزِ عمل سے اتنا گندہ کر دیا ہے کہ اب اس کو سیاست کہتے ہوئے بھی شرم محسوس ہونے لگی ہے، اس طرح کی عملی سیاست پر عملی منافقت کا نام زیادہ بہتر طریقہ پر منطبق ہوتا ہے، کیونکہ اس طرزِ عمل کی سیاست کا نہ کوئی سر نظر آتا، نہ کوئی پیر نظر آتا، نہ ہی عقل وشریعت سے اس کی مطابقت ثابت ہوتی، بلکہ قدم قدم پر شریعت کے احکامات کی پامالی، قوم اور ایک دوسرے سے کئے گئے عہد معاہدوں کو توڑنا، وعدہ کر کے مکر جانا، اپنے ذاتی ودنیوی عہدوں، مفادات واغراض کی خاطر، رنگ پلٹنا، لوگوں کو سنہرے اور سبز باغ دکھا کر، دھوکہ میں مبتلاء کرنا، اپنی باتوں کی بے جا تاویلات کرنا، دوسروں پر جھوٹے، بے بنیاد، الزامات واتہامات لگانا، قومی خزانہ کا، ظالمانہ، اور بے دریغ استعمال کرنا، عہدوں اور امانتوں کا ناجائز استعمال کرنا، ان لوگوں کی سیاست کا روزمرہ کا معمول بن چکا ہے۔

پھر تماشا یہ ہے کہ اس سیاست میں عہد معاہدوں کو توڑنے، اپنی باتوں سے مکر جانے، ذاتی ودنیوی عہدوں، مفادات واغراض کی خاطر، رنگ پلٹنے، وغیرہ جیسے کاموں کو ''سیاسی حکمتِ عملی'' سے تعبیر کیا جاتا ہے، اور اس طرزِ عمل کو زیادہ مہارت اور کثرت کے ساتھ انجام دینے والے شخص کو ''سیاست کا بادشاہ'' تک کہہ دیا جاتا ہے، جو اس طرزِ عمل کی سیاست کے عملی منافقت پر مبنی ہونے کی دلیل ہے۔

اور تعجب یہ ہے کہ آج کے دور میں موجودہ سیاست کا حصہ بننے والے کئی علماء وصلحاء کہلائے جانے والے حضرات بھی اس وباء کا حصہ بن چکے ہیں، جن کی حالت زیادہ افسوس ناک ہے۔

ہم نے بعض ان سیاسی علماء کی حالت کا پے در پے مشاہدہ کیا ہے، جن کی شان میں کئی دین دار لوگ بھی قصیدے پڑھنے سے نہیں تھکتے، اور ان کو اپنے سر کا تاج، اور عظیم سیاسی لیڈر تصور کرتے ہیں، اور ان کی ہر غلط بات میں کوئی نہ کوئی تاویل کرنے کے لئے ہمہ وقت کوشاں رہتے ہیں، لیکن ان کی حالت بھی ناگفتہ بہ ہے، جس کی وجہ سے ان کی دینی ومذہبی سیاست سے اکثر مسلمان روز

بروز متنفر اور دور ہوتے جارہے ہیں۔

حالانکہ اگر کوئی شخص اس بگڑی ہوئی سیاست کی اصلاح کرنے کی قدرت نہ رکھتا ہو، تو کم از کم درجہ یہ ہے کہ وہ اس کا حصہ نہ بنے، اگر کچھ کر نہیں سکتا، تو اس سے الگ ہوکر اپنے آپ کو اس گندی سیاست کے گناہوں سے بچائے، اپنی حسبِ استطاعت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضہ کو ست انجام دے، اور اپنے اور اپنے گھر والوں اور ماتحتوں کی اصلاح اور ان کی ذمہ داریوں کے فرائض کو پورا کرے، اور اپنے ذمہ اللہ کے جو احکام ہیں، ان کو اداء کرکے اپنی آخرت کو درست کرے۔

ایسی صورت میں بعض حضرات کا اس قسم کی سیاست میں تمام علماء کو عملی طور پر شریک ہونے کی دعوت دینا، اور جو علمائے کرام اس قسم کی گندی سیاست سے بچ کر خالص دین کی خدمات میں مصروف ہیں، ان کو اس سیاست سے عملاً علیٰحدہ رہنے پر طعن وتشنیع کرنا، بھی سراسر شریعت کے خلاف ہے۔

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب، اس سلسلہ میں فرماتے ہیں:

> ’’آج کل بعض علماء، جو سیاسیات میں بہت کودتے پھاندتے ہیں اور چند واقعات وجزئیات معلوم کرکے، یہ سمجھتے ہیں کہ ہم بڑے سیاست دان ہیں، وہ دوسرے اپنے ہم عصر علماء پر جو یکسوئی کے ساتھ قوم کی خالص مذہبی دینی خدمات میں مشغول ہیں، اعتراض کرتے ہیں کہ یہ لوگ سیاسیات میں کیوں مشغول نہیں ہوتے، اور ایسے سیاسی لوگوں کا یہ دعویٰ ہے کہ ہر مولوی کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ سیاسیات میں دخل دے، اور اس کے اندر مہارت حاصل کرے، اور اس کے اندر مشغول ہو، حالانکہ ان لوگوں کے پاس ان کے اس دعویٰ کی کوئی دلیل نہیں، بلکہ قرآن پاک کے اندر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا یہ دعویٰ کہ ہر مولوی کو سیاسیات کے اندر مشغول ہونا ضروری ہے، غلط ہے‘‘ (’’الافاضات الیومیۃ من الافادات القومیۃ، مشمولہ: ملفوظاتِ حکیم الامت، جلد نمبر۹ ص ۶۵، ملفوظ نمبر۱۰۰ بعنوان ’’ہر عالم کا سیاست میں ماہر ہونا ضروری نہیں‘‘ ناشر: ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، ملتان، تاریخِ اشاعت: صفر: ۱۴۲۵ھ)

اور حضرت موصوف ایک مقام پر فرماتے ہیں:

’’تجربہ اس پر بھی شاہد ہے کہ عام سیاسی لیڈر مصالحِ ملکی (یعنی ملکی مصلحتوں) کو دین پر مقدم رکھتے ہیں، اور جب مصلحت و مذہب میں تعارض (اور ٹکراؤ) ہوتا ہے، تو مذہب میں بعید سے بعید (یعنی دور دراز کی) تاویل کرنے میں دریغ نہیں کرتے، چنانچہ علماءِ مذکورین بھی اس میں مبتلا ہو رہے ہیں، اور ان کی تاویل چونکہ برنگِ دین ہوتی ہے، اس لئے وہ عام مسلمانوں کو زیادہ غلطی میں، مبتلا کرتی ہے، لہٰذا اس وقت طریقِ کار یہ مفید ہوسکتا ہے کہ سیاسی جماعت علیٰحدہ ہو اور مذہبی علیٰحدہ، اور مذہبی جماعت اپنا اصلی کام تبلیغ کا اس طرح انجام دے کہ مسلمانوں کی سیاسی جماعت کی نگرانی کرے کہ یہ سیاسی جماعت مسلمانوں کے حقوق کا گورنمنٹ سے مطالبہ کرتے وقت شریعت کے خلاف عمل نہ کر بیٹھے، اور چونکہ موجودہ زمانہ میں سیاسی جماعت مذہبی جماعت سے پوچھ کر عمل کرنے کی عادی نہیں رہی، اس لئے علماء کے ذمہ تھا کہ خود اس جماعت کے پاس پہنچتے اور احسن طریقہ سے تبلیغ کرتے۔......

اگر علماء اپنا اصلی کام تبلیغ ہی رکھتے اور اصل سیاست (علماء کے حق میں) یہی تھی کہ مسلمانوں کو سچا مسلمان بنا دیا جاوے، تو آج (اپنے) جس وقار اور عظمت کے کھونے کی علماء شکایت فرماتے ہیں، اس سے عظمت اور وقار میں چار چاند لگ جاتے اور ثوابِ آخرت تبلیغ کا اور حفاظتِ دین کا مزید براں۔

لہٰذا اس زمانہ میں موجودہ طریقہ پر علماء کا سیاسی لیڈر کی حیثیت سے سیاست میں شریک ہونا، میرے نزدیک سخت مضر ہو رہا ہے، جیسا کہ عرض کیا گیا کہ اس طرز میں لیڈروں کو مقابلہ کا موقع دینے سے علماء کی وقعت اور عظمت مسلمانوں کے دلوں سے نکلی جا رہی ہے، جو مسلمانوں کے دین کو ہمیشہ کے لئے مضر ہو رہی ہے اور اگر یہ حضرات تبلیغ فرما کر لیڈروں کو سنبھالتے، تو اس طرز میں شرعی طریقہ پر ہندوستان میں مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت بھی ہوتی، اور علماء کی عظمت بھی بڑھتی، اور ہم خرما ہم ثواب کا مصداق ہوتا‘‘ (البدائع، ص ۲۷، ۲۸ ملخصاً، بدیعہ نمبر ۱۰، ناشر: مکتبہ تالیفاتِ اشرفیہ، تھانہ بھون، مظفر نگر، انڈیا)

درسِ قرآن(سورہ آلِ عمران: قسط55، آیت نمبر172 تا177) مفتی محمد رضوان

متقی اور اللہ کو بہترین وکیل سمجھنے والوں کی فضیلت

اَلَّـذِیۡنَ اسۡتَجَابُوۡا لِلّٰهِ وَالرَّسُوۡلِ مِنۡ بَعۡدِ مَآ اَصَابَهُمُ الۡقَرۡحُ لِلَّذِیۡنَ اَحۡسَنُوۡا مِنۡهُمۡ وَاتَّقَوۡا اَجۡرٌ عَظِیۡمٌ (۱۷۲)اَلَّـذِیۡنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدۡ جَمَعُوۡا لَـكُمۡ فَاخۡشَوۡهُمۡ فَزَادَهُمۡ اِيۡمَانًا ۖۗ وَّقَالُوۡا حَسۡبُنَا اللّٰهُ وَنِعۡمَ الۡوَكِيۡلُ (۱۷۳) فَانۡقَلَبُوۡا بِنِعۡمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضۡلٍ لَّمۡ يَمۡسَسۡهُمۡ سُوۡٓءٌ ۙ وَّاتَّبَعُوۡا رِضۡوَانَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ ذُوۡ فَضۡلٍ عَظِيۡمٍ (۱۷۴)اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيۡطٰنُ يُخَوِّفُ اَوۡلِيَآءَهٗ فَلَا تَخَافُوۡهُمۡ وَخَافُوۡنِ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ (۱۷۵)وَلَا يَحۡزُنۡكَ الَّذِيۡنَ يُسَارِعُوۡنَ فِى الۡكُفۡرِ ۚ اِنَّهُمۡ لَنۡ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيۡـــًٔا ؕ يُرِيۡدُ اللّٰهُ اَلَّا يَجۡعَلَ لَهُمۡ حَظًّا فِى الۡاٰخِرَةِ ۚ وَلَهُمۡ عَذَابٌ عَظِيۡمٌ (۱۷۶)اِنَّ الَّذِيۡنَ اشۡتَرَوُا الۡكُفۡرَ بِالۡاِيۡمَانِ لَنۡ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيۡـــًٔا ۚ وَلَهُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ (۱۷۷)(سورة آل عمران)

ترجمہ: وہ لوگ جنہوں نے قبول کیا اللہ کے لئے اور رسول کے لئے، بعد اس کے کہ پہنچ چکا تھا ان کو زخم، ان کے لیے جنہوں نے نیکی کی ان میں سے اور تقویٰ اختیار کیا، اجرِ عظیم ہے (۱۷۲)وہ لوگ کہ کہا ان کو لوگوں نے کہ بے شک جمع ہو گئے وہ (دشمن) تمہارے لئے، پس ڈرو تم ان سے، پھر زیادہ ہوگیا ان کا ایمان، اور کہا انہوں نے کہ کافی ہے ہمارے لئے اللہ اور بہت اچھا وکیل ہے (۱۷۳) پھر لوٹے وہ اللہ کی نعمت کے ساتھ اور اور فضل کے ساتھ، نہیں چھوا ان کو کسی تکلیف نے اور اتباع کی انہوں نے اللہ کی رضا کی اور اللہ فضلِ عظیم والا ہے (۱۷۴) بس وہ شیطان ہے، ڈراتا ہے وہ تم کو اپنے دوستوں سے، پس مت ڈرو تم ان سے اور ڈرو تم مجھ سے، اگر ہو تم مومن (۱۷۵) اور نہ غمزدہ کریں آپ کو وہ لوگ جو جلدی کرتے ہیں کفر میں، بے شک وہ ہرگز نہیں ضرر پہنچا سکتے اللہ کو کچھ بھی، چاہتا ہے اللہ کہ وہ نہ کرے ان کے لئے کوئی حصہ آخرت میں

اوران کے لیے عذابِ عظیم ہے(۱۷۶) بے شک وہ لوگ جنہوں نے خریدا کفر کو ایمان کے بدلے میں، ہرگز نہیں ضرر نہیں پہنچا سکتے وہ اللہ کو کچھ بھی اوران کے لیے عذابِ الیم ہے(۱۷۷)(سورہ آلِ عمران)

تفسیر وتشریح

سورہ آلِ عمران کی مذکورہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے ان مومنوں کی فضیلت کو بیان فرمایا ہے، جو اللہ کے راستہ میں اور دین کی خاطر پہنچنے والی تکلیف کے باوجود اللہ اور اس کے رسول کے احکام کو قبول کرتے ہیں، اللہ نے فرمایا کہ ان میں سے جن لوگوں نے بھی نیک عمل اور تقوے کو اختیار کیا، تو ان کے لئے اجرِ عظیم ہے۔

پھر اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی ایک حالت بیان فرمائی کہ جب ان سے کہا گیا کہ دشمن تمہارے لئے جمع ہو چکے ہیں، پس تم کو ان سے ڈرنا چاہیے، تو دشمنوں سے ڈرنے کے بجائے، ان کے ایمان میں مزید اضافہ ہو گیا، اور انہوں نے کہا کہ ہمیں اللہ کافی ہے، اور اللہ بہت اچھا وکیل وکارساز ہے۔

اس کے بعد اگلی آیت میں اللہ نے ان مضبوط ایمان والوں کے بارے میں فرمایا کہ یہ اللہ کی نعمت اور فضل کے مستحق قرار پائے، جن کو اللہ نے ہر قسم کی تکلیف سے بچایا، اور ان لوگوں نے صرف اللہ کی رضا کی اتباع کی، اور اللہ فضلِ عظیم والا ہے، وہ اپنے نیک بندوں پر عظیم فضل فرمایا کرتا ہے۔

پھر اگلی آیت میں اللہ نے فرمایا کہ بس تم کو شیطان اپنے اولیاء اور دوستوں، کافروں وغیرہ سے ڈراتا ہے کہ یہ تمہیں ہلاک کر دیں گے، لیکن مومنوں کو چاہیے کہ وہ شیطان کے اولیاء سے خوف نہ کھائیں، بلکہ اللہ کا خوف دل میں رکھیں، اگر صحیح اور پکے مومن ہو، تو یہی عقیدہ رکھنا چاہیے۔

اس کے بعد اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو لوگ کفر میں جلدی کرتے ہیں، ان کے طرزِ عمل سے آپ کو غمزدہ ہونے کی بالکل ضرورت نہیں، بلاشبہ وہ اللہ کو کوئی بھی ضرر پہنچانے کی قدرت نہیں رکھتے، ان کے کفر اور حرکتوں کی وجہ سے اللہ ان کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں رکھتا، بلکہ ان

کے لئے آخرت میں عذابِ عظیم ہے۔

پھراس کے بعد والی آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بلاشبہ جن لوگوں نے کفرکوایمان کے بدلہ میں خریدلیا،تووہ ہرگز اللہ کوکوئی ضررنہیں پہنچاسکیں گے، بلکہ ان کوخودعذابِ الیم کا سامنا کرنا پڑے گا۔

مذکورہ آیات سے معلوم ہوا کہ اللہ اوراس کے رسول کے احکام پرعمل کرنے،اوراس کی خاطر تکلیف برداشت کرکے اللہ پرتوکل کرنے اوراللہ کواپنا سب سے اچھا کارساز سمجھنے والے نیک اورمتقی لوگوں کی بڑی فضیلت ہے،اورکافروں کے لئے ذلت اوررسوائی کے علاوہ کچھ نہیں۔

مذکورہ آیات سے ساتھ ہی ’’حَسْبِـی اللّٰہُ ‘‘ کہنے کی فضیلت بھی معلوم ہوئی،جس کا قرآن مجید کی دوسری آیات میں بھی حکم ہے،اوراحادیث میں بھی اس کی فضیلت موجود ہے۔

سورہ توبہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ(سورة التوبة،رقم الآية ۱۲۹)

ترجمہ: پھراگرپیٹھ پھرائیں وہ توآپ کہیے کہ’’حَسْبِـی اللّٰہُ ‘‘(یعنی مجھے اللہ کافی ہے)نہیں ہے کوئی معبود سوائے اس کے،اسی پرتوکل کرتا ہوں میں،اوروہ رب ہے عرشِ عظیم کا(سورہ توبہ)

اورسورہ زمر میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

قُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُونَ(سورة الزمر،رقم الآية ۳۸)

ترجمہ: آپ کہہ دیجیے کہ’’حَسْبِـی اللّٰہُ‘‘(یعنی مجھے اللہ کافی ہے)اسی پرتوکل کرتے ہیں توکل کرنے والے(سورہ زمر)

احادیث وروایات میں مذکورہ آیات کے نازل ہونے کے واقعہ،اورمذکورہ دعاء کی فضیلت کا ذکرآیا ہے۔

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیات احد،یااس کے فوری بعد نازل ہوئیں۔

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

الَّـذِينَ اسْتَجَابُوا لِلَّهِ وَالرَّسُولِ مِنْ بَعْدِ مَا أَصَابَهُمُ القَرْحُ،لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا أَجْرٌ عَظِيمٌ، قَالَتْ لِعُرْوَةَ :يَا ابْنَ أُخْتِي، كَانَ أَبَوَاكَ مِنْهُمْ : الـزُّبَيْـرُ، وَأَبُـو بَـكْـرٍ، لَـمَّـا أَصَـابَ رَسُـولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَصَابَ يَوْمَ أُحُدٍ، وَانْصَرَفَ عَنْهُ الْمُشْرِكُونَ، خَافَ أَنْ يَرْجِعُوا، قَالَ :مَنْ يَـذْهَبُ فِي إِثْرِهِمْ فَانْتَدَبَ مِنْهُمْ سَبْعُونَ رَجُلًا، قَالَ :كَانَ فِيهِمْ أَبُو بَكْرٍ، وَالزُّبَيْرُ (صحیح البخاری،رقم الحدیث ۴۰۷۷)

ترجمہ:اللہ تعالیٰ کے(سورہ آلِ عمران کے اس)ارشاد’’الَّـذِيـنَ اسْتَـجَـابُـوا لِلَّـهِ وَالـرَّسُـولِ مِـنْ بَـعْـدِ مَا أَصَابَهُمُ القَرْحُ،لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا أَجْرٌ عَـظِيم ‘‘کے بارے میں عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عروہ سے فرمایا کہ اے میرے بھتیجے، بے شک آپ کے والد، ان ہی لوگوں میں سے تھے، زبیر بھی اور ابوبکر بھی، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو احد کے دن جو مصیبت پہنچی، اور آپ سے مشرکین لوٹے، تو یہ خوف لاحق ہوا کہ وہ مشرکین بھاگ جائیں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان مشرکین کے پیچھے کون جائے گا، تو مسلمانوں میں سے ستر آدمی اس کے لئے تیار ہوئے، جن میں ابوبکر اور زبیر رضی اللہ عنہما بھی شامل تھے(صحیح بخاری)

اور حضرت عکرمہ سے روایت ہے کہ:

قَـالَ ابْنُ عَبَّاسٍ :لَـمَّـا انْـصَـرَفَ الْمُشْرِكُونَ عَنْ أُحُدٍ وَبَلَغُوا الرَّوْحَاءَ، قَالُوا :لَا مُـحَـمَّـدًا قَتَـلْـتُـمُـوهُ، وَلَا الْكَوَاعِبَ أَرْدَفْتُمْ، وَبِئْسَ مَا صَنَعْتُمْ ارْجِـعُـوا، فَبَـلَـغَ ذَلِكَ رَسُـولُ الـلهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَدَبَ النَّاسَ فَـانْتَـدَبُـوا حَتَّـى بَـلَـغُوا حَمْرَاءَ الْأَسْدِ وَبِئْرَ أَبِي عِنَبَةَ، فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى: (الَّـذِينَ اسْتَجَابُوا لِلَّهِ وَالرَّسُولِ مِنْ بَعْدِ مَا أَصَابَهُمُ الْقَرْحُ) وَقَدْ كَانَ أَبُو سُـفْيَـانَ قَـالَ لِـلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :مَـوْعِدُكَ مَوْسِمُ بَدْرٍ حَيْثُ قَتَـلْتُـمْ أَصْـحَـابَـنَـا، فَأَمَّا الْجَبَانُ فَرَجَعَ، وَأَمَّا الشُّجَاعُ فَأَخَذَ أَهْبَّةَ الْقِتَالِ

وَالتِّـجَـارَةِ، فَـلَـمُ يَـجِدُوا بِهِ أَحَدًا وَتَسَوَّقُوا، فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى :فَانُقَلَبُوا بِنِعُمَةٍ مِنَ اللهِ وَفَضُلٍ لَمُ يَمُسَسُهُمُ سُوءٌ"(السنن الكبریٰ،للنسائی،رقم الحديث ١١٠١٧، كتاب التفسير،سورة آلِ عمران)[1]

ترجمہ:ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مشرکین جب احد سے لوٹے،اور روحاء نامی مقام پر پہنچے،تو انہوں نے کہا کہ تم نے نہ تو محمد کو قتل کیا،اور نہ ہی جوان لڑکیوں کو اپنے ساتھ سوار کر کے لائے،اورتم نے یہ بہت برا کام کیا،اب تم واپس جاؤ،پھر مشرکین کی اس بات کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی،تو آپ نے مسلمانوں کوان کے مقابلہ کے لئے تیار کیا،پھر وہ مسلمان ان مشرکین کے مقابلہ کے لئے روانہ ہوئے، یہاں تک کہ جب وہ حمراء الاسد،اور بئرِ ابی عنبہ کے پاس پہنچے،تو اللہ تعالیٰ نے سورہ آلِ عمران کی یہ آیت نازل فرمائی کہ:"**الَّـذِيـنَ اسُتَجَابُوا لِلَّهِ وَالرَّسُولِ مِنُ بَعُدِ مَا أَصَـابَهُـمُ الْقَرُح** "اورابوسفیان،نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہا کرتا تھا کہ تم سے بدر کے موقعہ پر کیا گیا وعدہ ہے،جب تم نے ہمارے ساتھیوں کو قتل کیا تھا،پس بزدل تو لوٹ گئے،اور بہادر مومن لوگ(ان مشرکین سے) قتال اور (آخرت کی) تجارت کے جوش میں تیار ہوکر روانہ ہوئے،لیکن انہوں نے وہاں کسی مشرک کو بھی نہیں پایا،پھر وہ واپس آ گئے،جس پر اللہ تعالیٰ نے(ان بہادر مومنوں کی فضیلت میں) یہ آیت نازل فرمائی کہ"**فَـانُـقَـلَبُوا بِنِعُمَةٍ مِنَ اللهِ وَفَضُلٍ لَمُ يَمُسَسُهُمُ سُوءٌ** "(سنن کبریٰ نسائی)

---

[1] قال ابو حذيفة، نبيل بن منصور بن يعقوب بن سلطان البصارة :
أخـرجـه النسائی فی "الكبری(11083) ") وابـن مـردويه (تفسير ابن كثير 428 /1)وإسناده صحيح -.ورواه محمد بن عبد الله بن يزيد المقرء عن سفيان عن عمرو عن عكرمة مرسلا.
أخرجه ابن أبی حاتم فی "تفسيره(4510) "ورواته ثقات.
وهذا الاختلاف إنما هو من سفيان نفسه.
قال الطبرانی فی "الكبير :(11632) "ثـنـا علی بن عبد العزيز ثنا محمد بن منصور الجواز ثنا سـفيـان بن عيينة عن عمرو بن دينار عن عكرمة عن ابن عباس.وقال سفيان مرة أخری :أخبرنی عكرمة قال :فذكره(انيس الساری،ج٦،ص٤٣٨٣،حرف اللام)

www.idaraghufran.org

اس حدیث کو امام طبرانی نے بھی روایت کیا ہے۔ [1]

اس قسم کی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ سورہ آلِ عمران کی مندرجہ بالا آیات میں احد کے موقع پر، یا اس کے متصل بعد ثابت قدم رہنے والے مومنوں کے بارے میں فضیلت بیان ہوئی ہے۔

ابوالضحیٰ سے روایت ہے کہ:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الوَكِيلُ، قَالَهَا إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلاَمُ حِينَ أُلْقِيَ فِي النَّارِ، وَقَالَهَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَالُوا :(إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيمَانًا، وَقَالُوا :حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الوَكِيلُ (صحيح البخاری،رقم الحديث ۴۵۶۳)

ترجمہ: ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ''حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الوَكِيل '' حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس وقت کہا تھا، جب ان کو آگ میں ڈالا جارہا تھا، اور یہ جملہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کہا تھا، جب لوگوں نے یہ کہا تھا کہ دشمن آپ کے لئے جمع ہوگئے ہیں، پس ان سے ڈرو تم، پھر زیادہ ہوگیا ان کا ایمان، اور انہوں نے کہا کہ ''حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الوَكِيل'' (صحیح بخاری)

اور امام حاکم نے اس طرح روایت کیا ہے کہ:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ " :كَانَ آخِرُ كَلَامِ إِبْرَاهِيمَ حِينَ

---

[1] حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ الْجَوَازُ، ثنا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، -وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً أُخْرَى :أَخْبَرَنِي عِكْرِمَةُ، قَالَ :لَمَّا انْصَرَفَ أَبُو سُفْيَانَ وَالْمُشْرِكُونَ عَنْ أَحَدٍ، وَبَلَغُوا الرَّوْحَاءَ، قَالُوا :لَا مُحَمَّدًا قَتَلْتُمْ، وَلَا الْكَوَاعِبَ أَرْدَفْتُمْ، شَرٌّ مَا صَنَعْتُمْ فَبَلَغَ ذَلِكَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَدَبَ النَّاسَ فَانْتَدَبُوا حَتَّى بَلَغُوا حَمْرَاءَ الْأَسَدِ أَوْ بِئْرَ أَبِي عُيَيْنَةَ فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ (الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ مِنْ بَعْدِ مَا أَصَابَهُمُ الْقَرْحُ) وَقَدْ كَانَ أَبُو سُفْيَانَ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :مَوْعِدُكَ مَوْسِمُ بَدْرٍ حَيْثُ قَتَلْتُمْ أَصْحَابَنَا فَأَمَّا الْجَبَانُ فَرَجَعَ، وَأَمَّا الشُّجَاعُ فَأَخَذَ أُهْبَةَ الْقِتَالِ وَالتِّجَارَةِ فَأَتَوْهُ، فَلَمْ يَجِدُوا بِهِ أَحَدًا وَتَسَوَّقُوا فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ (فَانْقَلَبُوا بِنِعْمَةٍ مِنَ اللهِ وَفَضْلٍ لَمْ يَمْسَسْهُمْ سُوءٌ (المعجم الكبير للطبرانی،رقم الحديث ۱۱۶۳۲)

قال الهيثمی:رواه الطبرانی، ورجاله رجال الصحيح غير محمد بن منصور الجواز وهو ثقة(مجمع الزوائد،تحت رقم الحديث ۱۰۱۱۳،باب منه فی وقعة أحد)

www.idaraghufran.org

أُلْقِيَ فِي النَّارِ حَسْبِيَ اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ، وَقَالَ نَبِيُّكُمْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهَا (الَّذِينَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ، فَزَادَهُمْ إِيمَانًا، وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ (المستدرک للحاکم،رقم الحديث ۳۱۶۷) [1]

ترجمہ:ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب آگ میں ڈالا جارہا تھا،اس وقت ان کا آخری کلام یہ تھا کہ''حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الوَكِيل''اور تمہارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی کے مثل کہا تھا جب مومنوں کو لوگوں نے کہا تھا کہ دشمن لوگ تمہارے لئے جمع ہو چکے ہیں،پس تم ان سے ڈرو،پھر زیادہ ہوگیا ان (مومنوں) کا ایمان،اورانہوں نے کہا کہ''حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الوَكِيل''(مستدرک حاکم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ " :بَيْنَا امْرَأَةٌ تُرْضِعُ ابْنَهَا إِذْ مَرَّ بِهَا رَاكِبٌ وَهِيَ تُرْضِعُهُ، فَقَالَتِ اللَّهُمَّ لاَ تُمِتِ ابْنِي، حَتَّى يَكُونَ مِثْلَ هَذَا، فَقَالَ :اللَّهُمَّ لاَ تَجْعَلْنِي مِثْلَهُ، ثُمَّ رَجَعَ فِي الثَّدْيِ، وَمُرَّ بِامْرَأَةٍ تُجَرَّرُ وَيُلْعَبُ بِهَا، فَقَالَتْ :اللَّهُمَّ لاَ تَجْعَلِ ابْنِي مِثْلَهَا، فَقَالَ: اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِثْلَهَا، فَقَالَ أَمَّا الرَّاكِبُ فَإِنَّهُ كَافِرٌ، وَأَمَّا المَرْأَةُ فَإِنَّهُمْ يَقُولُونَ لَهَا تَزْنِي، وَتَقُولُ حَسْبِيَ اللَّهُ، وَيَقُولُونَ تَسْرِقُ، وَتَقُولُ حَسْبِيَ اللَّهُ (صحيح البخاری،رقم الحديث ۳۴۶۶)

ترجمہ:انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ایک عورت اپنے بچہ کو دودھ پلا رہی تھی،اس دوران اچانک ایک سوار کا گذر ہوا،اور وہ عورت اپنے بچہ کو دودھ پلا رہی تھی،اس عورت نے کہا کہ اے اللہ میرے اس بچہ کو اس وقت تک موت نہ دیجئے،جب تک یہ اس سوار کی طرح نہ ہوجائے،اس بچہ نے کہا کہ اے اللہ

[1] قال الحاكم:هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ وَلَمْ يُخْرِجَاهُ
وقال الذهبی فی التلخيص:علی شرط البخاری ومسلم

مجھے اس جیسا مت بنائیے، یہ کہہ کر اس بچہ نے پھر چھاتی سے لگ کر دودھ پینا شروع کردیا، پھر ایک عورت وہاں سے گذری، جس کو گھسیٹا جارہا تھا، اور اس کے ساتھ استہزاء کیا جارہا تھا، اس عورت (بچہ کی ماں) نے کہا کہ اے اللہ آ میرے بیٹے کو اس عورت کی طرح کا مت بنایئے، تو اس بچہ نے کہا کہ اے اللہ مجھے اس کی طرح کا بنادیجیے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ سوار تو کافر تھا، اور جہاں تک اس عورت کا تعلق ہے، تو وہ لوگ اس عورت کو (جھوٹا الزام لگاتے ہوئے) کہتے تھے کہ تو زنا کرتی ہے، وہ عورت جواب میں کہتی کہ ''حَسْبِی اللّٰہ'' (یعنی مجھے اللہ کافی ہے) اور لوگ اس عورت کو (جھوٹا الزام لگاتے ہوئے) کہتے تھے کہ تو چوری کرتی ہے، تو وہ عورت جواب میں کہتی کہ ''حَسْبِی اللّٰہ'' (یعنی مجھے اللہ کافی ہے) (صحیح بخاری)

مذکورہ احادیث وروایات سے معلوم ہوا کہ ''حَسْبِی اللّٰہ'' اور ''حَسْبُنَا اللّٰہ'' کہنے کی بڑی فضیلت ہے، اور یہ کہنے والا حقیر سمجھے جانے والا مومن اس کافر سے بہتر ہے، جو دنیا میں عزت پائے، کیونکہ اس کافر کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں، اور اس کے لئے عذابِ عظیم اور عذابِ الیم ہے، جبکہ اللہ پر توکل رکھنے والے مومن کی بڑی فضیلت ہے۔

لیکن یہ اصول یاد رکھنا ضروری ہے کہ محض اس قسم کی دعاء پر سہارا کر کے بیٹھ جانا، اور شرعی اور جائز تدابیر واسباب کو ترک کرنا، درست نہیں، ان کی ضرورت بہرحال اپنی جگہ ہے۔

وبائی امراض اور اسباب وعلاج

طاعون اور وبائی ومتعدی امراض کے حقیقی ومعنوی اسباب، طاعون اور وبائی امراض کے موقع پر اسلامی تعلیمات واحکامات، طاعون اور وبائی امراض کے موقع پر معنوی وحسّی حفاظتی تدابیر واسباب، افراط وتفریط کے درمیان، راہِ اعتدال پر کلام

طاعون اور وباؤں کے موقع پر تدابیر واسباب

مصنّف: مفتی محمد رضوان خان

ناشر: کتب خانہ ادارہ غفران، چاہ سلطان، راولپنڈی۔ 051-5507270

www.idaraghufran.org

درسِ حدیث مفتی محمد رضوان

احادیثِ مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

اللہ کے نزدیک دنیا کی ذلت وحقارت (تیسری وآخری قسط)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُول اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيه وَسَلَّم: لَوُ كَانَتِ الدُّنُيَا تَعُدِلُ عِنُدَ اللَّهِ جَنَاحُ بَعُوضَةٍ مَا أَعُطَى كَافِرًا مِنُهَا شَيُئًا (مسند البزار،رقم الحديث ٨١٧٦)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر دنیا اللہ کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی، تو کسی کافر کواس سے ایک گھونٹ پانی بھی عطاء نہ فرماتا (بزار)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے مروی اس حدیث کی سند میں کچھ کمزوری پائی جاتی ہے۔[1]

لیکن ایک تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث دوسری سند کے ساتھ بھی مروی ہے۔[2]

دوسرے اس کی تائید دیگرروایات سے بھی ہوتی ہے۔

بنوسالم، یا بنوفہم کے ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

وَلَوُ كَانَتِ الدُّنُيَا تَزِنُ عِنُدَ اللَّهِ جَنَاحَ بَعُوضَةٍ مَا سَقَى مِنُهَا كَافِرًا شَرُبَةَ مَاءٍ (مصنف ابنِ ابی شيبة،رقم الحديث ٣٤٣٢٤)[3]

ترجمہ: اوراگر دنیا اللہ کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی، تو کسی کافر کواس سے ایک گھونٹ پانی بھی نہ پلاتا (مصنف ابنِ ابی شیبہ)

---

[1] قال الهيثمي:رواه البزار، وفيه صالح مولى التوأمة، وهو ثقة، ولكنه اختلط، وبقية رجاله ثقات(مجمع الزوائد،تحت رقم الحديث ٨٠٧٣)

[2] أخبرنا عقبة بن مكرم ، أخبرنا يونس بن بكير ، أخبرنا أبو معشر عن سعيد المقبرى ، عن أبى هريرة ، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : لو كانت الدنيا تعدل عند الله جناح بعوضة من خير ، ما سقى كافرا منها شربة من ماء (الزهد لابنِ ابى عاصم،رقم الحديث١٢٨)

[3] قال سعد بن ناصر بن عبد العزيز الشَّثرى:وخلاصة القول أن حديث الباب لا يقل عن درجة الصحيح لغيره بهذه الشواهد(حاشية المطالب العالية محققا،ج١٣،ص٣٢٨،باب الترغيب فى التسهيل فى أمور الدنيا)

www.idaraghufran.org

اورعبیداللہ بن رافع سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رِجَالًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثُوا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ قَالَ :لَوْ أَنَّ الدُّنْيَا تَعْدِلُ عِنْدَ اللَّهِ جَنَاحَ بَعُوضَةٍ فِي الْخَيْرِ مَا أَعْطَى مِنْهَا الْكَافِرَ شَيْئًا(الزهد والرقائق لابن المبارك ،رقم الحديث ٥٠٩) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے بعض لوگوں نے یہ حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر دنیا اللہ کے نزدیک خیر میں مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی ،تو اس میں سے کافرکوکوئی چیز بھی عطاءنہ فرماتا(الزہدلابنِ مبارک)

اورحضرت ابنِ عمررضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .قَالَ :لَوْ كَانَتِ الدُّنْيَا تَزِنُ عِنْدَ اللَّهِ جَنَاحَ بَعُوضَةٍ مَا سَقَى كَافِرًا مِنْهَا شَرْبَةَ مَاءٍ (تاريخ بغداد،للخطيب، ج٤،ص ٣١٣،تحت ترجمة:أحمد بن الحسن بن محمد، أبو نصر المروذى، ويعرف بالشاهى) [2]

ترجمہ:رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر دنیا اللہ کے نزدیک مچھر کے پر کے وزن کے برابر بھی ہوتی ،تواس میں سے کافرکوایک قطرہ بھی پینے کونہ دیتا(تاریخِ بغداد)

---

[1] قال الالبانی:قلت :وهذا إسناد لا بأس به فى الشواهد، إسماعيل بن عياش ثقة لكنه فى المدنيين ضعيف وهذا منه، فإن عثمان هذا مدنى، وقد ترجمه ابن أبى حاتم (3/ 1/156) ولم يذكر فيه جرحا ولا تعديلا لكن ذكر أنه روى عنه جمع من الثقات .الرابع :وقال ابن المبارك أيضا (620) : أخبرنا حريث بن السائب الأسدى قال :حدثنا الحسن قال :حدثنا رسول الله صلى الله عليه وسلم فذكره .قلت :وهذا إسناد مرسل حسن الإسناد، الحسن هو البصرى، وحريث قال الحافظ ":صدوق يخطىء من السابعة (سلسلة الأحاديث الصحيحة ،تحت رقم الحديث٩٤٣)

[2] قال الالبانی:عن ابن عمر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال :فذكره .أخرجه الخطيب فى " التاريخ 4) "/92) والقضاعى فى "مسند الشهاب "(ق 1/116)عن على بن عيسى بن محمد بن المثنى حدثنا أبو جعفر محمد بن أحمد بن أبى عون حدثنا أبو مصعب عن مالك عن نافع عنه .وقال الخطيب " :غريب جدا من حديث مالك لا أعلم رواه غير أبى جعفر بن أبى عون عن أبى مصعب، وعنه على بن عيسى المالينى، وكان ثقة ."قلت :وكذلك شيخه أبو جعفر ثقة أيضا كما قال الخطيب فى ترجمته (1/311). وأبو مصعب اسمه أحمد بن أبى بكر الزهرى المدنى وهو ثقة من رجال الشيخين وكذا من فوقه، والسند مع غرابته صحيح (سلسلة الأحاديث الصحيحة ،تحت رقم الحديث٩٤٣)

www.idaraghufran.org

البتہ اس طرح کی حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کی ایک دوسری سند سے مروی حدیث شدید ضعیف ہے۔ ۱

اوراس طرح کی حدیث حضرت حسن بصری سے مرسل طریقہ پر بھی مروی ہے۔ ۲

اوراس طرح یہ مضمون مختلف سندوں سے ثابت ہونے کی وجہ سے معتبر ہے۔ ۳

حَدَّثَنَا أَبُو شُعَيْبٍ الْحَرَّانِيُّ، ثنا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللهِ الْبَابُلُتِّيُّ، ثنا أَيُّوبُ بْنُ نَهِيكٍ، قَالَ :سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ قَيْسٍ، قَالَ :سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ، يَقُولُ :سمعْتُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ :وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ الدُّنْيَا أَهْوَنُ عَلَى اللهِ مِنْ هَذِهِ السَّخْلَةِ عَلَى أَهْلِهَا، وَلَوْ كَانَتِ الدُّنْيَا تَعْدِلُ عِنْدَ اللهِ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ لَمْ يُعْطِهَا إِلَّا أَوْلِيَاءَهُ، وَأَحِبَّاءَهُ مِنْ خَلْقِهِ(المعجم الكبير للطبرانی،رقم الحديث ١٣٣١٠)

قال الهيثمی:رواه الطبرانی، وفيه يحيی بن عبد الله البابلتی، وهو ضعيف(مجمع الزوائد،تحت رقم الحديث ١٨٠٧٢ ،باب هوان الدنيا علی الله)

وقال الالبانی:قلت :وهذا إسناد ضعيف جدا، أورده الهيثمی بتمامه (288 - 287 /1 0) وقال ":رواه الطبرانی، وفيه يحيی بن عبد الله البابلتی، وهو ضعيف ."قلت :إعلاله بشيخه (أيوب بن نهيک) أولی؛ لأنه أشد منه ضعفا، ولذلک قال الذهبی فی "المغنی ":"تركوه ."ولما ساق له الحافظ فی "اللسان "حديثا آخر له عنه؛ قال ":ويحيی ضعيف؛ لكنه لا يحتمل هذا ."يشير إلی إعلاله بأيوب .انظرالحديث (5087). والحديث قد صح من طريق أخری عن ابن عمر مرفوعا بلفظ ... ":ما سقی كافرا منها شربة ماء ."وكذلک روی عن جمع آخر من الصحابة من طرق يقوی بعضها بعضا، وقد خرجتها فی "الصحيحة "(686، 943)(سلسلة الاحاديث الضعيفة،تحت رقم الحديث ١٣٣١٠)

۲ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ قَالَ :حَدَّثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي فَوْرٍ لَهُ بِثَلَاثَةِ أَحَادِيثَ، مَرَّ عَلَى مَزْبَلَةٍ فِي طَرِيقٍ مِنْ طُرُقِ الْمَدِينَةِ، فَقَالَ :مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى الدُّنْيَا بِحَذَافِيرِهَا، فَلْيَنْظُرْ إِلَى هَذِهِ الْمَزْبَلَةِ ، ثُمَّ قَالَ :لَوْ أَنَّ الدُّنْيَا تَعْدِلُ عِنْدَ اللَّهِ جَنَاحَ ذُبَابٍ، مَا أَعْطَى كَافِرًا مِنْهَا شَيْئًا(الزهد والرقائق لابن المبارک ،رقم الحديث ٦٢٠)

۳ قال الالبانی:وأما حديث الجماعة من الصحابة، فيرويه ابن المبارک فی "الزهد "(2/178 كواكب 575) : أنبأنا إسماعيل بن عياش قال :حدثنی عثمان ابن عبيد الله بن (أبی) رافع أن رجالا من أصحاب النبی صلی الله عليه وسلم حدثوه مرفوعا به .وهذا إسناد رجاله ثقات غير عثمان هذا فأورده ابن أبی حاتم (3/ 1 /156) من رواية ابن أبی ذئب فقط عنه، ولم يذكر فيه جرحا ولا تعديلا، وذكر أنه مولی سعيد بن العاص المدينی، وعليه يكون الحديث من رواية ابن عياش عن أهل المدينة وهی ضعيفة، لكن يستشهد بها .وأما رواية الحسن، فقال ابن المبارک أيضا :أنبأنا حريث ابن السائب الأسدی قال :حدثنا الحسن مرفوعا به .وهذا مرسل لا بأس به فی الشواهد، الحريث هذا قال الحافظ " :صدوق يخطیء ."وأما حديث عمرو بن مرة فقال السيوطی فی "الجامع الكبير "(1/ 3 /1) ": رواه هناد عنه مرسلا ."وبالجملة فالحديث بمجموع هذه الطرق صحيح بلا ريب .والله أعلم(سلسلة الأحاديث الصحيحة ،تحت رقم الحديث ٦٨٦)

www.idaraghufran.org

حضرت ضحاک بن سفیان کلابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ " :يَا ضَحَّاكُ مَا طَعَامُكَ؟ "قَالَ :يَا رَسُولَ اللهِ، اللَّحْمُ وَاللَّبَنُ؟ قَالَ " :ثُمَّ يَصِيرُ إِلَى مَاذَا؟ "قَالَ :إِلَى مَا قَدْ عَلِمْتَ، قَالَ " :فَإِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى ضَرَبَ مَا يَخْرُجُ مِنُ ابْنِ آدَمَ مَثَلًا لِلدُّنْيَا (مسند احمد، رقم الحدیث ۱۵۷۴۷) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ضحاک! آپ کا کھانا کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! گوشت اور دودھ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر یہ کیا بن جاتا ہے؟ حضرت ضحاک نے عرض کیا کہ جیسا کہ آپ جانتے ہی ہیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ نے ابنِ آدم کے پیٹ سے نکلنے والی چیز (یعنی غلاظت) کو دنیا کے مثل قرار دیا ہے (مسند احمد)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ " :إن مطعم بن آدَمَ ضُرِبَ لِلدُّنْيَا مَثَلًا بِمَا خَرَجَ مِنِ بن آدَمَ وَإِنْ قَزَّحَهُ وَمَلَّحَهُ فَانْظُرْ مَا يَصِيرُ إليه (صحیح ابنِ حبان، رقم الحدیث ۷۰۲، مسند احمد، رقم الحدیث ۲۱۲۳۹) [2]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک ابنِ آدم کے کھانے کو دنیا کی مثال بنادیا گیا ہے، اس کی جو ابنِ آدم سے (پیشاب، پاخانہ کی غلاظت کی شکل بن کر) نکلتا ہے، اگرچہ اس کھانے کو مصالحہ، اور نمک لگایا گیا ہو (تب بھی وہ کھانا غلاظت بن کر ہی نکلتا ہے) پس تم دیکھ لو کہ اس کھانے کا انجام کیا ہو جاتا ہے (یہی انجام دنیا کا ہے)

(ابنِ حبان، مسند احمد)

---

[1] قال شعیب الارنؤوط: صحیح لغیرہ (حاشیۃ مسند احمد)

[2] قال شعیب الارنؤوط: حدیث صحیح (حاشیۃ ابنِ حبان)

وقال ایضاً: حسن لغیرہ (حاشیۃ مسند احمد)

قال الهيثمي: رواه عبد الله، والطبراني، ورجالهما رجال الصحيح غير عتي، وهو ثقة (مجمع الزوائد، رقم الحدیث ۱۸۰۷۵، باب مثل الدنيا)

www.idaraghufran.org

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

جَاءَ قَوْمٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُمْ :أَلَكُمْ طَعَامٌ؟ قَالُوا :نَعَمْ، قَالَ :فَلَكُمْ شَرَابٌ؟ قَالُوا :نَعَمْ، فَقَالَ :فَتُصَفُّونَهُ؟ قَالُوا : نَعَمْ، قَالَ :وَتُبَرِّدُونَهُ؟ قَالُوا :نَعَمْ، قَالَ :فَإِنَّ مَعَادَهُمَا كَمَعَادِ الدُّنْيَا، يَقُومُ أَحَدُكُمْ إِلَى خَلْفِ بَيْتِهِ، فَيُمْسِكُ عَلَى أَنْفِهِ مِنْ نَتْنِهِ (المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ۶۱۱۹) [1]

ترجمہ: کچھ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے ،ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم لوگ کھانا کھاتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ بالکل، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم لوگ پانی پیتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ بالکل، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم اس کو صاف ستھرا کر کے بناتے ہو؟ انہوں نے کہا جی ہاں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم اس کو(کھاتے پیتے وقت) ٹھنڈا کرتے ہو؟ انہوں نے کہا جی ہاں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بس کھانے پینے کا لوٹنا، اوران کا انجام، دنیا کے انجام کی طرح ہے،تم میں سے کوئی اپنے گھر کے پیچھے(پاخانہ والی جگہ) کھڑا ہوتا ہے،تو وہ اس کی بد بو سے اپنی ناک کو بند کر لیتا ہے(اسی طرح دنیا کا انجام بھی قابلِ کراہیت ہے)(طبرانی)

دنیا کی اس بے وقعتی اوراس کی حقارت کی وجہ سے بعض احادیث میں دنیا اوراس کی تمام چیزوں کوملعون کہا گیا ہے،سوائے اللہ کے ذکر کے، یا سوائے عالم ومتعلم کے، جو اللہ کے ذکر کا ذریعہ ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ :أَلَا إِنَّ الدُّنْيَا مَلْعُونَةٌ

[1] قال الهيثمي:رواه الطبراني، ورجاله رجال الصحيح(مجمع الزوائد،تحت رقم الحديث ۱۸۰۷۷) وقال المنذري:رواه الطبراني ورواته محتج بهم في الصحيح(الترغيب والترهيب،تحت رقم الحديث ۴۸۹۷)

www.idaraghufran.org

مَـلْـعُونٌ مَا فِيهَا إِلَّا ذِكْرُ اللَّهِ وَمَا وَالَاهُ وَعَالِمٌ أَوْ مُتَعَلِّمٌ (سنن الترمذی، رقم الحدیث ۲۳۲۲) [۱]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا اوراس کی تمام چیزیں ملعون ہیں، البتہ اللہ کا ذکر اوراس کی معاون چیزیں اور عالم، یا متعلم اللہ کے نزدیک محبوب ہیں (ترمذی)

اس طرح کی حدیث حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے۔ [۲]

اورحضرت کعب سے بھی اسی طرح کی حدیث موقوفاً مروی ہے۔ [۳]

اس سے وہ علم خارج ہوگیا، جواللہ کے ذکر کا معاون نہ بنے۔

اورحضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی اس طرح کی حدیث مروی ہے،اس میں اللہ عزوجل کی رضا حاصل کیے جانے والی چیز کے علاوہ ہرچیز کے ملعون ہونے کا ذکر ہے۔ [۴]

مذکورہ احادیث وروایات سے اللہ کے نزدیک دنیا کی حقیقت،اوراس کی ذلت وحقارت پوری طرح واضح ہوگئی، جوکسی تشریح وتفصیل کی محتاج نہیں۔

---

[۱] قال الترمذی:هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

[۲] حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ :نا بِشْرُ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ :نا أَبُو الْمُطَرِّفِ الْمُغِيرَةُ بْنُ الْمُطَرِّفِ قَالَ : نا ابْنُ ثَوْبَانَ، عَنْ عَبْدَةَ بْنِ أَبِي لُبَابَةَ، عَنِ أَبِي وَائِلٍ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :الدُّنْيَا مَلْعُونَةٌ، مَلْعُونٌ مَا فِيهَا إِلَّا عَالِمٌ أَوْ مُتَعَلِّمٌ، وَذِكْرُ اللَّهِ، وَمَا وَالَاهُ (المعجم الاوسط للطبرانی،رقم الحدیث ۴۰۷۲)

قال الهيثمی:رواه الطبرانی فی الأوسط، وقال :لم يروه عن ابن ثوبان عن عبدة إلا أبو المطرف المغيرة بن مطرف .قلت :لم أر من ذكره(مجمع الزوائد،تحت رقم الحدیث ۴۹۲،باب فی فضل العالم والمتعلم)

[۳] أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ يَمَان، عَنِ ابْنِ ثَوْبَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ ضَمْرَةَ، عَنْ كَعْبٍ قَالَ :الدُّنْيَا مَلْعُونَةٌ مَلْعُونٌ مَا فِيهَا إِلَّا مُتَعَلِّمَ خَيْرٍ أَوْ مُعَلِّمَهُ(سنن الدارمی،رقم الحدیث ۳۳۱)

قال حسين سليم أسد الدارانی:إسناده حسن يحيى بن يمان حسن الحديث فيما لم يخالف فيه(حاشيةسنن الدارمی)

[۴] حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ السَّمَيْدَعِ الْأَنْطَاكِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَارِيَةَ الْعَكَّاوِيُّ قَالَا :ثنا مُوسَى بْنُ أَيُّوبَ النَّصِيبِيُّ، ثنا خِدَاشُ بْنُ الْمُهَاجِرِ، ثنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ، عَنْ أَبِي عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :الدُّنْيَا مَلْعُونَةٌ مَلْعُونٌ مَا فِيهَا إِلَّا مَا ابْتُغِيَ بِهِ وَجْهُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ (مسند الشاميين،للطبرانی،رقم الحدیث ۲۱۲)

قال الهيثمی:رواه الطبرانی، وفيه خداش بن المهاجر ولم أعرفه، وبقية رجاله ثقات(مجمع الزوائد،تحت رقم الحدیث ۱۷۶۵۹،باب ما جاء فی الرياء)

مقالات ومضامین

مفتی محمد رضوان

افادات وملفوظات

تکفیر بازی وضربتِ حق چاریار کی حقیقت

اب جبکہ تکفیر باز و نام نہاد ضربتِ حق چار کے مؤلف کے بیان کردہ موقف کے مطابق جمہور اہل السنہ والجماعہ اور ان کے متبعین کا رافضی ہونا، اور موصوف کے دعوے کے مطابق رافضیوں کا علی الاطلاق کافر ہونا لازم آیا، تو ایسی حالت میں الحمدللہ تعالیٰ ہمارے اور موصوف کے لیے الگ الگ حکم کی تعیین کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مندرجہ ذیل احادیث کافی وافی ہیں:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: لاَ يَرْمِيْ رَجُلٌ رَجُلًا بِالْفُسُوْقِ، وَلاَ يَرْمِيْهِ بِالْكُفْرِ، إِلَّا ارْتَدَّتْ عَلَيْهِ، إِنْ لَمْ يَكُنْ صَاحِبُهُ كَذٰلِكَ (صحیح البخاری، رقم الحديث ٦٠٤٥، کتاب الادب، باب ما ينهى من السباب واللعن)

ترجمہ: انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو کوئی آدمی بھی دوسرے آدمی کو فاسق ہونے کا الزام لگاتا ہے، یا کفر کا الزام لگاتا ہے، اور وہ اس (فسق، یا کفر) کا مستحق نہیں ہوتا، تو یہ (فسق، یا کفر کا) الزام اسی (الزام لگانے والے) کی طرف لوٹ کر آجاتا ہے (بخاری)

اور صحیح مسلم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد اس طرح مروی ہے کہ:

وَمَنْ دَعَا رَجُلًا بِالْكُفْرِ، أَوْ قَالَ: عَدُوُّ اللّٰهِ وَلَيْسَ كَذٰلِكَ إِلَّا حَارَ عَلَيْهِ

(صحیح مسلم، رقم الحديث ٢ ١ ١ "٦١" کتاب الایمان، باب بيان حال ايمان من رغب عن ابيه وهو يعلم)

www.idaraghufran.org

ترجمہ: اور جس نے کسی آدمی کو کفر کے ساتھ پکارا، یا یہ کہا کہ اے اللہ کے دشمن! حالانکہ وہ ایسا نہیں ہے، تو یہ اسی کہنے والے پر لوٹ کر آ جائے گا (مسلم)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ صَلّٰى صَلَاتَنَا وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا، وَأَكَلَ ذَبِيْحَتَنَا فَذٰلِكَ الْمُسْلِمُ الَّذِيْ لَهُ ذِمَّةُ اللّٰهِ وَذِمَّةُ رَسُوْلِهٖ، فَلَا تُخْفِرُوا اللّٰهَ فِيْ ذِمَّتِهٖ (صحيح البخاری، رقم الحديث ۳۹۱، كتاب الصلاة، باب فضل استقبال القبلة)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی ہماری (یعنی مسلمانوں جیسی) نماز پڑھے اور ہمارے (یعنی مسلمانوں کے) قبلہ کی طرف (عبادت کے لئے) رُخ کرے اور ہمارا ذبیحہ کھائے، تو وہ مسلمان ہے، جس کے لئے اللہ اور اس کے رسول کا ذمہ ہے، تو تم اللہ کی ذمہ داری میں خیانت نہ کرو (بخاری)

موصوف کا قلم اتہام سازی اور تکفیر بازی میں اتنا تیز ہے کہ جو خوارج کے موقف کے ہم آہنگ ہے، جس کی رو سے جمہور اہل السنہ والجماعہ مجتہدینِ عظام وفقہائے کرام اور ان کے متبعین کے مسلمان ہونے کی بھی گنجائش نہیں، تو ایسے میں وہ اگر شیعہ وروافض کی علی الاطلاق تکفیر کریں، تو اس میں کونسی اچھنبے کی بات ہے۔

ہم موصوف اور ان کے سرپرستوں کی خیالی بصیرت، یا خیالی پلاؤ کے جواب میں اہل السنہ والجماعہ کے تکفیر وعدمِ تکفیر کے مذکورہ مصادرات کی روشنی میں بابانگِ دہل اعلان کرتے ہیں کہ ان اہل السنہ والجماعہ نے مذکورہ حکم شیعہ وروافض کے ماٗخذ سے واقف ہونے کے بعد علی وجہ البصیرت ہی بیان فرمایا، جس کا ان کو اصولی حق حاصل تھا، ان کا بیان کردہ حکم، موصوف اور ان کے سرپرستوں کی طرح خیالی تقویت وبصیرت پر ہرگز مبنی نہیں، جس سے نہ صرف یہ کہ موصوف اور ان کے سرپرستوں کے خیال کی علیٰ وجہ البصیرت تقویت حاصل ہونے کی بھی حقیقت منکشف ہو جاتی ہے، بلکہ ہمارے بیان کردہ موقف کے اہلُ السنۃ والجماعۃ کی بصیرت پر مبنی ہونے کی تقویت بھی واضح ہو جاتی ہے۔

جہاں تک ہمارے متعلق فقہی مسائل میں فتویٰ تو کیا عامیانہ رائے تک دینے کے کسی اصولی حق نہ رکھنے کے حکم لگانے کا تعلق ہے،تو موصوف بے شک اپنے جیسے اہلُ السنۃ والجماعۃ مریدوں اور شاگردوں کے لئے اہلُ السنۃ والجماعۃ کے مذکورہ مصادرات سے ہٹ کر اپنی خیالی بصیرت پرمبنی کسی دوسرے مصادرات سے فتویٰ اوررائے دینے کے لئے کتبِ فقہ کا ذخیرہ جمع کر کے جگہ جگہ دارالافتاء قائم فرمالیں،تاکہ لوگوں کو اہلُ السنۃ والجماعۃ کے مذکورہ مصادرات سے فتویٰ حاصل کرنے کے لئے ہماری طرف رجوع کرنے کی ضرورت لاحق نہ رہے،اور ساتھ ہی یہ بھی اعلان فرمادیں کہ ادارہ غفران کے فتاویٰ وآراء میں جن مصادرات کے حوالہ جات نقل کئے جاتے ہیں،وہ اہلُ السنۃ والجماعۃ کے بجائے غیراہلُ السنۃ والجماعۃ ، بلکہ روافض کے مصادرات ہیں،کیونکہ ادارہ غفران کا تعلق روافض سے ہے،جو فقہ جعفریہ پرعمل کرتے ہیں،اور روافض چونکہ موصوف کے نزدیک علی الاطلاق کافر ہیں،اس لئے ساتھ ہی یہ بھی اعلان فرمادیں کہ ادارہ غفران مسلمانوں کانہیں، بلکہ غیرمسلموں کا ادارہ ہے،اور ان کے مقابلہ میں ہمارے قائم کردہ فلاں فلاں دارالافتاؤں میں ہماری خیالی بصیرت پرمبنی اور تیار کردہ فقہ کے مطابق فتاویٰ جاری کئے جاتے ہیں۔

موصوف کی اتہام سازی اور تکفیر بازی کے برعکس الحمدللہ تعالیٰ ہمارا مزاج ترجمانِ دارُالعلوم دیوبند حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ کی تالیف ’’علماءِ دیوبند کا دینی رُخ اور مسلکی مزاج‘‘ میں بیان کردہ اس حقیقت کے مطابق ہے کہ:

> ان (علمائے دیوبند) کا جماعتی مزاج معتدل بھی ہے اور متوسط بھی،جس میں نہ غلو ہے نہ مبالغہ،اوراس توسط اور وسعتِ نظری کی بدولت نہ ان کا مشغلہ تکفیر بازی ہے،نہ دشنام طرازی،نہ کسی کے حق میں سبّ وشتم اور تبرّا ہے،نہ بدگوئی،نہ عناد وحسد اور طیش ہے، نہ غلبۂ جاہ ومال سے افراطِ عیش،بلکہ صرف بیانِ مسئلہ اور حقائق بیانی،یا احقاقِ حق اور ابطالِ باطل ہے،اور بالفاظِ مختصر اصلاحِ امت اور اتحاد بین المسلمین ہے،جس میں نہ متخالف شخصیات کی تحقیر اور بدگوئی ہے،نہ ان پر مغرورانہ طعن واستہزاء کا،نہ ان کے بیانات وخطابت کا موضوع مخالفِ مسلک طبقات سے خواہ مخواہ الجھنا اور عوام کو ان سے نفرتیں دلاتے رہنا اوران کے خلاف ہمہ وقت عوامی جذبات کو مشتعل کرتے رہنا ہے،

جبکہ ان کی زبانیں بیانِ مسائل ہی سے فارغ نہیں، تو ان خرافات کے لیے وہ فرصت کہاں سے پاتے۔ تکفیر بازی تو بجائے خود ہے، ان کے یہاں سرے سے ان اشخاص کا ذکر و تذکرہ تک بھی زبانوں پر نہیں ہوتا، جو ہمہ وقت ان کی بدگوئی میں لگے رہتے ہیں، پس انہی اوصاف واحوال کا مجموعہ نام ''دارالعلوم دیوبند'' ہے، اور اسی علمی و عملی اور عقلی و اخلاقی ہمہ گیری سے اس کا دائرۂ اثر دنیا کے تمام ممالک تک پھیلا ہوا ہے (علمائے دیوبند کا دینی رُخ اور مسلکی مزاج، ص۱۹۲و۱۹۳، بعنوان: فقہ اور فقہاء، مطبوعہ: ادارہ اسلامیات لاہور، بارِاول، ذوالقعدہ1408ھ، جولائی1988ء)

اور رہا موصوف کی طرف ہمارے متعلق یہ حکم صادر فرمانا کہ:

''صرف اور صرف شیعیت کے خلاف، علمائے اہلِ سنت کی دینی جد وجہد کو سبوتاژ کرنے کی غرض سے میدانِ عمل میں اترے ہیں''

تو الحمدللہ تعالیٰ ہمارے ادارہ غفران سے سینکڑوں کی تعداد میں شائع شدہ تصنیفات وتالیفات اور رسائل ومضامین ہماری جدوجہد کی حیثیت کو معلوم کرنے کے لئے دنیا کے ہر کونے میں موجود منصف اور صاحبِ عقل وبصیرت شخص کے لئے عمدہ ذریعہ ہیں، جس کے لئے موصوف کی طرف سے اس طرح کی خدمات حاصل کرنے کی نہ ہمیں کوئی ضرورت ہے، نہ ہی کسی دوسرے کو۔

ہم مذکورہ ہزاروں سالوں سے جاری مثبت تصریحات کے مطابق، ان شاءاللہ تعالیٰ موصوف کی اس جیسی ہزاروں فانی مختصرترین زندگی کی مردہ حرکات، اور ''ضربِ حق چار یار'' کے نام نہاد و پرکشش عنوانات پر مشتمل اتہام سازیوں کی وجہ سے جمہور اہلُ السنۃ والجماعۃ کی حق واعتدال پر مبنی دینِ اسلام کی خدمات کی نشر واشاعت کو ان شاءاللہ تعالیٰ ہرگز ترک نہیں کریں گے، اور اہلِ سنت عوام کو بھی اسی راستہ پر چلنے کی دعوت دیتے رہیں گے، اور موصوف جیسے متشدد راہزنوں کے چنگال سے اہلُ السنۃ والجماعۃ کے اس معتدل وحق پر مبنی مسلک کو محفوظ بنانے کی جدوجہد کرتے رہیں گے۔

اور ان شاءاللہ تعالیٰ موصوف کے اس طرح اتہامات ان کے ان مورثوں کی طرح خود ہی اپنی داستان بن کر رہ جائیں گے، جنہوں نے اب سے پہلے بھی بڑے بڑے سلف اہلُ السنۃ والجماعۃ پر اس طرح کی تہمتیں، عائد کیں، یہ سلف کے اسی تسلسل کا حصہ ہے۔

موصوف کو ہم سے یہ شکایت بھی ہے کہ ہم اپنے مضمون میں بعض عبارات کا مختلف مواقع پر تکرار واعادہ کرتے ہیں، جو موصوف کو پسند نہیں، تو اس بارے میں ہمارے سامنے، سب سے بڑی، وعظیم آسمانی کتاب قرآن مجید وفرقانِ حمید کا وہ طرزِ عمل سامنے ہے، جس میں کئی باتوں، یہاں تک کہ انبیائے کرام علیہم السلام کے واقعات کا بھی تکرار ہے، اور احادیث میں بھی اس طرح کا تکرار موجود ہے۔

جب موصوف بار بار جمہور سلف مجتہدین کے خلاف موقف کی مختلف طریقوں سے رٹ لگاتے جائیں گے، تو بار باران پر حجت پوری کرنے کے لئے ان عبارات کو سامنے لایا جائے گا۔ [1]

جبکہ موصوف کی اپنی حالت یہ ہے کہ بعض غیر مجتہدین متاخرین جو ایک ہی نکتہ پر ایک دوسرے کے تسامح وخطاء پر مبنی قول کی اتباع کرتے رہے، ان کی اردو عبارات کو بار بار نقل کرتے ہیں، جن کی جمہور مجتہدین کے موقف کے مقابلہ میں زیادہ اہمیت نہیں۔

اگر موصوف کو ان فقہائے مجتہدین کی عبارات سے اتنی ہی چڑ ہے، تو ان کو چاہیے کہ اپنے سلسلہ کی کتبِ فقہ وفتاویٰ سے بھی ان عبارات کو باہر نکال پھینکیں، جن میں بار بار بطور حوالہ ایک ایک ہی عبارت کو پیش کیا گیا ہے۔

---

[1] وفائدة تكرار قوله:

فكيف كان عذابى ونذر التخويف وهز الأنفس قال الرمانى :لما كان الإنذار أنواعا، كرر التذكير والتنبيه، وفائدة تكرار قوله :ولقد يسرنا القرآن للذكر فهل من مدكر التأكيد والتحريض وتنبيه الأنفس.

وهذا موجود فى تكرار الكلام، مثل قول النبى صلى الله عليه وسلم :ألا هل بلغت، ألا هل بلغت .ومثل قوله :ألا وقول الزور، ألا وقول الزور، ألا وقول الزور .وكان صلى الله عليه وسلم إذا سلم على قوم سلم عليهم ثلاثا، فهذا كله نحو واحد وإن تنوع(تفسير لابنِ عطية،ج۵،ص۲۱۷،تفسير سورة القمر)

فإن قيل :ما الفائدة فى تكرار الوعد والوعيد فى القرآن؟ قيل :فائدته :التوكيد، قطعا من سواء التأويل، وقيل إنما كرر الوعد على تفاصيل الإيمان، وكرر الوعيد على تفاصيل الكفر(تفسير السمعانى،ج۱،ص۴۸۲،تفسير سورة النساء)

والحكمة من تكرار :ولقد يسرنا القرآن للذكر فهل من مدكر تجديد التنبيه على الاستذكار والاتعاظ، والتعرف على تعذيب الأمم السابقة، والاعتبار بحالهم.

وهكذا كان حكم تكرار آية الرحمن :فبأى آلاء ربكما تكذبان عند عد كل نعمة، وفى سورة المرسلات عند عد كل آية، لتكون ماثلة أمام الأذهان، محفوظة فى كل أوان، وكذلك تكرار هذه القصص فى القرآن بعبارات مختلفة، لتنبيه الغافل على أن كل موضع له فائدة، لا تعرف فى غيره.(التفسير الوسيط للزحيلى،ج۳،ص۲۵۴۲،تفسير سورة القمر)

علم کے مینار (امت کے علماء وفقہاء: قسط 44) مفتی غلام بلال

مسلمانوں کے علمی کارناموں وکاوشوں پر مشتمل سلسلہ

فقہ مالکی، منہج، تلامذہ، کتب، مختصر تعارف (بائیسواں حصہ)

مالکی فقہ کی تدوین وترویج اور دور دراز کے علاقوں میں اس کی اشاعت کا آغاز تو امام مالک رحمہ اللہ کی حیاتِ مبارکہ سے ہی شروع ہو گیا تھا، اگرچہ امام مالک رحمہ اللہ کا مسکن مدینہ اور اس کے ارد گرد کے علاقے تھے، مگر آپ کو شروع دن سے ہی ایسے اصحاب وشاگرد میسر آئے، جن کا مسکن اور آبائی وطن وتعلق عام طور پر مصر، اندلس، افریقہ اور دیگر مغربی علاقوں سے تھا، اس لیے یہ فقہ شروع دن سے ہی عرب اور بطورِ خاص ان ممالک میں پھیلنے لگا۔

چنانچہ آپ کے تلمیذِ رشید اور فقہ مالکی کے صفِ اول کے امام عبد الرحمٰن بن قاسم (متوفیٰ: 191 ہجری) کا تعلق مصر (قاہرہ) سے تھا، جو کہ بیس سال تک امام مالک رحمہ اللہ کی صحبت میں رہے، امام مالک کی وفات کے بعد آپ کے اصحاب وتلامذہ ان ہی کی طرف رجوع کیا کرتے تھے۔

آپ کے دوسرے بڑے شاگرد ”**عبداللہ بن وهب بن مسلم**“ (متوفیٰ: 197 ہجری) تھے، ان کا آبائی وطن بھی مصر ہی تھا، چنانچہ ابنِ وہب کو مؤطا امام مالک کی تدوین کی سعادت بھی حاصل ہے، جو کہ ”**موطأ ابنِ وهب**“ کے نام سے بھی مشہور ہے۔

اسی طرح آپ کے تیسرے بڑے شاگرد ”**أشهب بن عبدالعزيز**“ کا تعلق بھی مصر سے ہی تھا، جو کہ ”مفتی مصر“ کے لقب سے مشہور تھے، امام شافعی رحمہ اللہ کے ہم عصر تھے، صاحبِ ثروت ومنصب اور مصر کے خراج وصول کرنے کے ذمہ دار تھے، کہا جاتا ہے کہ جس سال امام شافعی رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی، وہی سال یعنی 150 ہجری ان کی ولادت کا بھی ہے، اور جس سال امام شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، چند دنوں کے بعد اُسی سال یعنی 204 ہجری میں ان کا بھی انتقال ہوا۔

اشہب بن عبدالعزیز کے بعد جس شخصیت کا نام سامنے آتا ہے، وہ ”**ابنُ الماجشون**“ ہیں، لیکن آپ مدینہ منورہ کے رہنے والے تھے، امام مالک رحمہ اللہ کے صحیح جانشین اور ”**مفتی أهل المدينة**“ کے لقب سے مشہور تھے، 212 ہجری میں وفات ہوئی۔

ابنُ الماجشون کے بعد ''اسد بن فرات'' کا نام سامنے آتا تھا، جن کا تعلق افریقہ سے تھا، موجودہ تیونس کے مشہور شہر قیروان کے قاضی تھے، اور ان علاقوں میں فقہ مالکی کی نشر واشاعت اور ترجمانی میں سرفہرست تھے، فقیہ ہونے کے ساتھ ساتھ غازیوں میں بھی شمار ہوتا تھا، جہاد فی سبیل اللہ میں متعدد معرکے فتح کیے، اور بالآخر جہاد کرتے کرتے شہید بھی ہوئے، آپ کو ''**الفقیہ المغربی المالکی**'' (یعنی اندلس اور دیگر مغربی ممالک کے فقیہ) کے لقب سے بھی جانا جاتا ہے۔

ان کے بعد ان علاقوں کی مشہور علمی شخصیت اور مالکی امام ''علی بن زیاد طرابلسی'' ہیں، ان کا تعلق بھی افریقہ سے تھا، کہا جاتا ہے ''**علی بن زیاد طرابلسی**'' وہ پہلے شخص ہیں کہ جنہوں نے افریقہ، تیونس اور دیگر مغربی ممالک میں مؤطا امام مالک کو داخل کیا، اور فقہ مالکی ان ممالک میں پھیلایا، اور مالکی مدرسہ کی بنیاد رکھی، وفات **183** ہجری میں تیونس میں ہوئی، آپ مشہور مالکی فقہاء ''اسد بن فرات، سحنون بن سعید'' اور ''بہلول بن راشد'' جیسے مایہ ناز اور یکتائے زمانہ شخصیتوں کے استاذ بھی ہیں۔ [1]

ان کے بعد شیخ ''**أبو محمد عبداللہ بن عبدالحکم**'' (متوفی: **214** ہجری) کا نام سامنے آتا ہے، ان کا تعلق بھی مصر سے تھا، فقہ مالکی کے مشہور عالم وفقیہ، صاحبِ تصانیف، اور امام مالک کے کبار تلامذہ میں سے ہیں، صاحب ثروت اور بڑے مرتبے ومنصب کی حامل شخصیت تھے، امام شافعی رحمہ اللہ کو مصر میں آپ سے گہرا اور خصوصی تعلق تھا، کہا جاتا ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ کی وفات مصر میں ان کے گھر میں ہی ہوئی۔

ان کے بعد فقہ مالکی کی جس مشہور و مایۂ ناز اور قابلِ فخر شخصیت کا نام سامنے آتا ہے، وہ شیخ ''**یحییٰ بن یحییٰ مصمودی**'' رحمہ اللہ ہیں، اندلس کے شہر قرطبہ کے رہنے والے، فقہ مالکی کے مشہور عالم وفاضل، فقیہ اور اونچے درجے کے علماء و بزرگ میں سے، شمار کیے جاتے ہیں، اندلس میں فقہ مالکی کے ناشر وترجمان تھے، منقول ہے کہ اندلس میں ان کے ہم پلہ عالم وفقیہ ملنا مشکل تھا، اسی لیے

---

[1] علی بن زیاد کے نام سے موسوم ایک اور شخصیت کا ذکر بھی علمائے مالکیہ میں ملتا ہے، جن کا مکمل نام ''**علی بن زیاد أبو الحسن الاسکندرانی**'' ہے، متکلم، عابد، زاہد اور موطا کے مشہور راویوں میں سے ہیں، مصر کے رہنے والے، اور امام مالک رحمہ اللہ کے اکابر تلامذہ میں شمار ہوتا ہے، اگرچہ امام مالک کے دیگر اصحاب وتلامذہ کی طرح زیادہ مشہور نہ ہوئے، مگر پھر بھی امام مالک سے احادیث اور مسائل روایت کرتے ہیں، صاحبِ تصنیف بھی تھے، وفات کے سالوں میں تھوڑا بہت اختلاف ہے، زیادہ صحیح قول **193** ہجری کا ہے، جبکہ علی بن زیاد طرابلسی تیونسی کی وفات کا سال **183** ہجری ہے۔

’’عالم الأندلس فی عصره ‘‘ کے لقب سے ملقب ہوئے۔

آپ جب امام مالک رحمہ اللہ کی خدمت میں سماعِ مؤطا کے لیے حاضر ہوئے، تو دنیا و مافیہا سے مکمل طور پر لاتعلق ہوکر کلی توجہ سماعِ حدیث وفقہ پر صَرف کی، چنانچہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک دفعہ دورانِ درس شہر میں ہاتھی کے آنے کا شور مچ گیا، تمام شرکائے درس ہاتھی دیکھنے چلے گئے، لیکن آپ اپنی جگہ سے ہلے تک نہیں، اس پر امام مالک رحمہ اللہ نے تعجب سے دریافت کیا کہ اندلس میں تو ہاتھی ہوتا نہیں، پھر تم کیوں نہیں گئے؟ اس پر انہوں نے جواب دیا کہ ’’میں یہاں اتنی دور سے صرف آپ کی صحبت سے فیض اٹھانے، اور آپ کے علم وسیرت سے کچھ حاصل کرنے آیا ہوں، اور اس لیے نہیں آیا کہ ہاتھی دیکھوں‘‘۔ چنانچہ امام مالک رحمہ اللہ اپنے لائق فخر شاگرد کا مذکورہ جواب سن کر بہت خوش ہوئے، اور آپ کو اسی وقت ’’عاقل أهل الأندلس ‘‘ کا خطاب عطاء فرمایا، 234 ہجری میں وفات ہوئی۔

شیخ یحییٰ مصمودی کے بعد فقہ مالکی کی جس مشہور اور مایۂ ناز شخصیت کا نام سامنے آتا ہے، وہ شیخ ’’سحنون، عبدالسلام بن سعید‘‘ ہیں، موجودہ تیونس (Tunisia) کے مشہور شہر قیروان (Kairouan) سے تعلق رکھنے والے تھے، شیخ عبدالسلام بن سعید سحنون کی ایسی عمر تھی کہ آپ امام مالک رحمہ اللہ کی وفات سے قبل ان سے مل سکتے تھے، لیکن قلتِ معاش وروزگار اور مالی وسائل نہ ہونے کی وجہ سے مدینہ تک سفر نہ کرسکے، اسی لیے امام مالک کے کبار تلامذہ واصحاب ابن القاسم، ابنِ وہب، اشہب، عبداللہ بن الحکم اور ابن الماجشون سے سماعت کرنے پر صبر کیا، جس کا آپ کو بہت افسوس رہتا تھا۔ [1]

فقہ مالکی کی تدوین میں سب سے نمایاں کام عبدالسلام بن سعید سحنون نے ہی کیا ہے، جن کو امام مالک سے براہِ راست شرفِ تلمذ تو حاصل نہیں، لیکن آپ کو امام مالک رحمہ اللہ کے تین بلند پایہ و مایہ ناز شاگرد ابن قاسم، ابن وہب اور اشہب سے شرف تلمذ حاصل ہے، اور فقہ مالکی کی مشہور کتاب ’’المدونہ‘‘ کے مرتب یہی ’’سحنون‘‘ ہی ہیں۔

(جاری ہے......)

[1] چنانچہ فرمایا کرتے تھے کہ ’’اللہ فقر وفاقہ کو برباد فرمائے، ہم نے مالک کے زمانہ کو پایا، مگر سماعت ابن القاسم سے کی (وفیات الاعیان، لابن خلکان، ج۳، ص ۱۸۰ و ۱۸۲، حرف العین، تحت رقم الترجمة: ۳۸۲، سحنون)

www.idaraghufran.org

تذکرۂ اولیاء　حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ (قسط94)　مولانا محمد ریحان

اولیاء کرام اور سلف صالحین کے نصیحت آموز واقعات وحالات اور ہدایات وتعلیمات کا سلسلہ

پاکستان میں مسئلہ ٹیکس اور خلافتِ عمر سے اس کا حل (قسط10)

مذکورہ تحقیق کے نتائج اور اس کی معاصر عملی تطبیقی سفارشات:

1۔اسلامی ریاست اپنا پورا مالیاتی نظام پیش کرتی ہے،جس میں بیت المال اس نظام کی بنیادی اکائی ہے،اور بیت المال کے تحت اس کے نہ صرف ذرائع آمدن موجود ہیں، بلکہ اس کے ذرائع تمویل بھی موجود ہیں،جن کے تحت پوری ریاست اور اس کے باشندوں کی بنیادی ضروریات اور ریاست کی تعمیری وترقیاتی ضروریات بھی پوری ہوسکتی ہیں۔

2۔بیت المال کے تقریبا دس ذرائع آمدن ہیں،جن میں عشر،خراج،جزیہ،زکاۃ،فئی،مالِ غنیمت،ریاستی زمینوں کا کرایہ،عشور یعنی غیر مسلموں کا تجارتی ٹیکس،وقف املاک اور فاضل اموال شامل ہیں۔

3۔بیت المال کے معاصر تصور میں بیت المال کے کچھ ذرائع تو دورِ حاضر کے ریاستی نظام میں قابلِ عمل ہیں،جیسے عشر،خراج،زکاۃ،ریاستی زمینوں کا کرایہ وقف املاک اور فاضل اموال،اور بعض خاص حالات میں جیسے غنیمت اور فئی جبکہ دیگر بعض ذرائع انتظامی وجوہات کی بنا پر جیسے جزیہ قابلِ عمل نہیں رہے،اور بعض دلائل کی بنیاد پر کمزور ہیں،جیسے غیر مسلموں سے لیا جانے والا تجارتی ٹیکس،ان سب کا ذکر دلائل کے ساتھ پچھلی اقساط میں گزر چکا۔

4۔بیت المال کے ذرائع آمدن کے علاوہ اس کے چار ذیلی شعبہ جات ہیں۔ان چار شعبہ جات میں ریاست کا مال اس کے مصارف کے اعتبار سے الگ الگ رکھا جاتا ہے۔ان میں بیت الزکاۃ،بیت اخماس،بیتِ ضوائع،بیتِ فئی ہے۔ان میں سے بیتِ اخماس کا قیام حالتِ جنگ کے ساتھ ہے،جبکہ بیت الزکاۃ،بیت ضوائع اور بیتِ فئی کے معاصر بیت المال کے تصور میں قیام اور اس کی موجودہ دور میں تطبیق ممکن ہے۔

www.idaraghufran.org

5۔ریاست زکاۃ کی رقم سے بھی اپنے شہریوں کی ضروریات پوری کر سکتی ہے،جس کا ذکر تفصیل کے ساتھ ہم اہل علم کے اقوال کی روشنی میں ذکر کر چکے ہیں۔مزید تفصیل درکار ہوتو ملاحظہ کیجیے،زکاۃ کے فضائل واحکام مصنفہ مفتی محمد رضوان،مطبوعہ،کتب خانہ ادارہ غفران راولپنڈی۔

6۔بیت المال کے مذکورہ مصارف کے علاوہ ریاست کی طرف سے شہریوں پر لگایا جانے والا ٹیکس جائز نہیں،ہاں اگر دیگر ذرائع سے ریاست کی ضروریات پوری نہ ہو رہی ہوں،تو ریاست بقدرِ ضرورت مالدار شہریوں پر ٹیکس لگا سکتی ہے۔

سفارشات:

1۔اسلامی بیت المال کے معاصر تصور کو ممکنہ صورتوں کے ساتھ اپنایا جائے،اس کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی جائے،جو مالیات کی موجودہ صورتِ حال کو سامنے رکھتے ہوئے،بیت المال کے ذرائع آمد و تمویل کی عملی تطبیق کی شکلوں پر غور کرے،اور اس کی عملی تطبیق کی ممکنہ صورتوں کو حکومتِ وقت کے سامنے پیش کرے۔

2۔بیت المال کے معاصر تصور میں اور اس کے ممکنہ ذرائع آمدن کا قیام عمل میں لایا جائے،تاکہ ریاست کے غریب شہری ٹیکس کی چکی میں نہ پس سکیں۔

3۔بیت المال کے معاصر تصور کو سامنے رکھتے ہوئے بیت المال کے ذرائع آمدن کے ساتھ اس کے مصارفی شعبہ جات کا قیام بھی عمل میں لایا جائے،تاکہ آمدن کے ساتھ اس کے خرچ کے مصارف شرعی تعلیمات کے مطابق قابلِ عمل ہو سکیں۔

4۔زکاۃ کی رقم کو بھی شہریوں کی ضروریات پر لگایا جائے۔اس میں مستحق افراد تو اس رقم کے بدرجہ اولیٰ حقدار ہیں،تاہم اس کے ساتھ ریاست کی دیگر ضروریات پر بھی بقدرِ ضرورت خرچ کیا جائے۔

5۔اگر بیت المال کے ذرائع آمدن خرچ کے لئے کافی نہ ہوں،تو مالدار شہریوں پر بقدرِ ضرورت ٹیکس لگایا جائے،اور غرباء کو اس سے مستثنیٰ کیا جائے۔مالداروں کے تعین کے لئے حکومت خود یہ فیصلہ کرے کہ کون سا شخص مالدار ہے،اور اس پر اس کی ثروت و مالداری یا کاروبار کے اعتبار سے بقدرِ ضرورت ٹیکس عائد کیا جائے۔

پیارے بچو! مولانا محمد ریحان

دوستی کا امتحان

پیارے بچو! ایک چھوٹے سے شہر میں، آصف، بلال، اور فہد تین دوست رہتے تھے۔ ان کی دوستی مثالی تھی۔ بچپن سے ساتھ کھیلنے، پڑھنے اور مشکل وقت میں ایک دوسرے کا ساتھ دینے کی وجہ سے، ان کی دوستی کی مثالیں دی جاتی تھیں۔ ایک دن ایسا ہوا کہ ان کی دوستی ایک سخت امتحان سے گزری۔ یہ واقعہ ایک دن شروع ہوا جب آصف نے اپنے دوستوں کے ساتھ مل کر ایک گیم کا منصوبہ بنایا۔ وہ چاہتے تھے کہ شہر کے پارک میں ایک بڑی گیم ہو، جہاں وہ سب اکٹھے خوشیاں منائیں۔ بلال نے اس منصوبے میں دلچسپی دکھائی، لیکن فہد کو یہ خیال پسند نہیں آیا۔ اس نے کہا:

''ہمیں یہ گیم نہیں کروانی چاہیے، ہم نے پڑھائی پر توجہ دینی ہے۔''

آصف اور بلال نے فہد کی بات کو نظر انداز کیا اور گیم کی تیاری شروع کر دی۔ جیسے جیسے دن قریب آتا گیا، فہد کی ناراضی بڑھتی گئی۔ آخرکار، ایک دن فہد نے غصے میں آکر آصف اور بلال سے کہا:

''تم لوگ اپنی دوستی کے لیے پڑھائی کو نظر انداز کر رہے ہو! تمہیں یہ سب بند کرنا چاہیے۔''

یہ سن کر آصف اور بلال بھی غصے میں آ گئے۔ انہوں نے سوچا کہ فہد انہیں سمجھنے کی کوشش نہیں کر رہا۔ اس بحث کے نتیجے میں تینوں دوستوں میں سخت تکرار ہوئی اور وہ ایک دوسرے سے دور ہو گئے۔ ان کی دوستی میں دراڑ پڑ گئی۔ آصف نے کچھ دنوں کے بعد محسوس کیا کہ اس کی دوستی میں خلیج آ چکی ہے۔ وہ جانتا تھا کہ یہ سب گیم کی وجہ سے ہوا ہے، لیکن وہ فہد کی باتوں کو بھی نظر انداز نہیں کر سکتا تھا۔ ایک شام آصف نے فیصلہ کیا کہ اسے فہد کے ساتھ بات کرنی چاہیے۔ اُس نے ایک منصوبہ بنایا۔ اس نے فہد کو ایک جگہ بلایا اور کہا: ''آؤ، ہم ایک کپ چائے پیتے ہیں اور سب کچھ صاف کر لیتے ہیں۔'' فہد نے ابتدا میں انکار کیا، لیکن آصف کی خواہش دیکھ کر وہ مان گیا۔ دونوں ایک چائے خانے میں بیٹھے۔ آصف نے بات شروع کی:

''فہد، میں جانتا ہوں کہ تمہاری نیت اچھی ہے، لیکن میں چاہتا ہوں کہ تم یہ سمجھو کہ دوستی کا مطلب

ایک دوسرے کی خوشیوں میں شامل ہونا ہے۔اگر ہم صرف پڑھائی کو ہی اہمیت دیں گے تو ہماری زندگی میں خوشیوں کی کمی ہوگی۔‘‘

فہد نے سوچتے ہوئے کہا:

’’لیکن مجھے لگتا ہے کہ ہم اپنی پڑھائی بھول رہے ہیں۔‘‘

آصف نے مسکرا کر جواب دیا:

’’ہم پڑھائی کو چھوڑ نہیں رہے، ہم ایک چھوٹی سی خوشی بھی تلاش کر رہے ہیں۔اس گیم سے ہمیں خوشی ملے گی اور ساتھ ہی ہماری دوستی بھی مضبوط ہوگی۔‘‘

فہد نے آصف کی باتیں سنیں اور اس نے محسوس کیا کہ آصف کی بات میں وزن ہے۔آہستہ آہستہ ان کا دل ایک دوسرے کی طرف نرم ہونے لگا۔پھر آصف نے تھوڑا سوچتے ہوئے کہا:
’’کیوں نہ ہم اس گیم کے بعد کچھ وقت پڑھائی کے لیے بھی نکالیں؟‘‘فہد نے ہنستے ہوئے کہا:
’’ٹھیک ہے، میں تمہاری بات مانتا ہوں، لیکن شرط یہ ہے کہ ہم دونوں ساتھ میں پڑھیں گے۔‘‘
آصف نے خوش ہو کر کہا:’’یہ تو بہترین ہے!‘‘ اس طرح دونوں نے اپنے اختلافات کو بھلا دیا اور اپنی دوستی کو پھر سے بحال کر لیا۔اگلے دن، جب گیم ہوئی، تو فہد بھی آصف اور بلال کے ساتھ شامل ہوا۔سب نے مل کر خوب مزے کیے اور اس دن نے ان کی دوستی کو مزید مضبوط کیا۔فہد نے یہ سمجھ لیا کہ کبھی کبھی خوشیوں کا چھوٹا سا لمحہ بھی دوستی کی طاقت کو بڑھا دیتا ہے۔یہ واقعہ ان تینوں کے لیے ایک سبق بن گیا کہ دوستی میں اختلافات آ سکتے ہیں، لیکن انہیں حل کرنا ہی اصل دوستی ہے۔انہوں نے یہ بھی سیکھا کہ ایک دوسرے کی خوشیوں کو سمجھنا اور انہیں ساتھ مل کر منانا ہی حقیقی دوستی کی نشانی ہے۔

پیارے بچو! جب کبھی دوستوں میں کوئی اختلافی بات آ جائے، تو اگر تو دوسرے دوست کی بات غلط نہ ہو تو اس کی کچھ مان کر سمجھداری کے ساتھ اس کا بھی اور اپنا بھی نقصان نہ ہوتے ہوئے، اس کی بات کو مان لینا چاہیے، ہاں اگر کوئی اسلام کے خلاف یا اخلاق کے خلاف بات ہو تو نہیں ماننی چاہیے۔

بزمِ خواتین (عورت کا تقدس اور حقوقِ نسواں کا فریب: قسط83) مفتی طلحہ مدثر

زیب وزینت میں خواتین کے اختیارات (حصہ1)

معزز خواتین! اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایک بہترین تخلیق قرار دیا ہے، اللہ تعالیٰ کی ہر مخلوق ہی کاریگری کا ایک شاہکار ہے، ہر مخلوق خود اپنی ذات میں ایک عجوبہ ہے، لیکن ان تمام مخلوقات میں سے انسان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے مختلف قسمیں کھانے کے بعد یہ ارشاد فرمایا ہے کہ:

"لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ"

ترجمہ: یقیناً ہم نے انسان کو بہترین صورت میں پیدا کیا (التین،۴)

اس آیت سے معلوم ہوا، کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بہترین صورت اور شکل میں پیدا فرمایا ہے، اور انسان کی موجودہ تخلیق بالکل مکمل اور مناسب ہے، اس میں کسی قسم کی خود سے چھیڑ چھاڑ اور تبدیلی ، جو اس شکل وصورت میں نقص اور بگاڑ پیدا کردے، اس کی بھی قرآن مجید میں مذمت بیان کی گئی ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ابلیس کے حوالے سے ذکر فرمایا ہے:

وَلَأُضِلَّنَّهُمْ وَلَأُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ آذَانَ الْأَنْعَامِ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللَّهِ وَمَنْ يَتَّخِذِ الشَّيْطَانَ وَلِيًّا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُبِينًا

(سورة نساء،۱۱۹)

ترجمہ: اور میں لازماً ان کو بہکاؤں گا اور ان کو بڑی بڑی امیدیں دلاؤں گا اور میں انہیں حکم دوں گا تو (اس کی تعمیل میں) وہ چوپایوں کے کان چیر دیں گے اور میں انہیں حکم دوں گا تو (اس کی تعمیل میں) وہ اللہ کی تخلیق میں تبدیلی کریں گے اور جس کسی نے بھی اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو اپنا دوست بنالیا تو وہ بہت کھلے خسارے (اور تباہی) میں پڑ گیا (نساء)

اس آیت کریمہ میں شیطان اپنے عزائم کا اللہ تعالیٰ کے سامنے اعلان واظہار کر رہا ہے، جس میں اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں تبدیلی کروانے کا بھی ذکر موجود ہے، اگرچہ اس آیت میں بہت سے اقوال

مروی ہیں،لیکن اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی شکل وصورت میں میں تبدیلی پیدا کرکے اس کو بگاڑ نا بدرجہ اولیٰ اس آیت کے مفہوم میں داخل ہے۔

صفائی پسندیدہ ہے

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بہترین صورت پر پیدا کرنے کے بعد انسان کو بھی پابند بنایا، کہ وہ اس فطرتی خوبصورتی کو برقرار رکھنے کے اقدامات کرے،کوئی ایسا عمل نہ کرے،جس سے اس کی قدرتی خوبصورتی میں نقص پیدا ہو،اسی لیے شریعت نے گندا اور میلا رہنے کو ناپسند فرمایا،اور اس کے مقابلے میں صاف ستھرا رہنے اور صفائی اور پاکیزگی حاصل کرنے والوں کو پسند فرمایا،اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

إِنّ اللّهَ يُحِبُّ التّوّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ(سورة البقرة۲۲۲)

ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو پسند فرماتے ہیں،اور پاکی حاصل کرنے والوں کو پسند فرماتے ہیں(بقرۃ۲۲۲)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ پاک صاف رہنا اللہ تعالیٰ کی پسندیدگی کا باعث ہے،سورہ توبہ اللہ تعالیٰ نے قباء کے علاقہ والوں کی تعریف فرمائی ہے،اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ (التوبة ۱۰۸)

ترجمہ: اس میں ایسے لوگ ہیں جو پاک رہنا پسند کرتے ہیں، اور اللہ پسند کرتا ہے پاکیزگی اختیار کرنے والوں کو(توبہ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے میں مروی ہے،

"نزلت هذه الآية فی أهل قباء "فيه رجال يحبون أن يتطهروا والله يحب المتطهرين قال: كانوا يستنجون بالماء، فنزلت هذه الآية فيهم(سنن ترمذی،رقم الحديث ۳۱۰۰)

ترجمہ: یہ آیت"فيه رجال يحبون أن يتطهروا والله يحب المتطهرين"قباء والوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے،وہ(قضائے حاجت کے بعد)پانی سے استنجاء کرتے تھے،تو ان لوگوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے(ترمذی)

ان تمام آیات سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو پاکی پسند ہے، کیونکہ یہ ایک طرح اس نعمت کی قدردانی ہے، جو اللہ تعالیٰ نے بہترین شکل کی صورت میں ہمیں عطا فرمائی، بلکہ مسلمان ہونے کی حیثیت سے تو اس پر بحث کی گنجائش ہی نہیں ہے، کیونکہ صفائی کو آدھا ایمان قرار دیا گیا ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مشہور حدیث ہے:

الطهور شطر الإيمان(صحیح مسلم، رقم الحدیث ۱-۲۲۳)

ترجمہ: صفائی نصف ایمان ہے(مسلم)

اب اگر کوئی شخص سنجیدگی سے صرف اسلام کی صفائی ستھرائی کی تعلیمات پر ہی عمل کر لے، تو اس کے ایمان کا بہت بڑا حصہ مکمل ہو جاتا ہے، اسلام کی بنیادی عبادات تو صفائی اور پاکی کے بغیر جائز ہی نہیں ہیں، چنانچہ آپ نماز دیکھ لیں بغیر وضو کے نہیں ہوتی، روزہ دیکھ لیجیے، حیض اور نفاس کے دوران نہیں رکھا جا سکتا، حج وعمرہ دیکھ لیں، تو اس میں طواف ضروری ہے، جس کی ادائیگی، پاکی کے بغیر ممکن نہیں ہے، چنانچہ ہر عبادت میں کسی نہ کسی درجہ میں پاکی سے تعلق جڑ ہی جاتا ہے، پھر صرف اتنا ہی نہیں کہ بس پاکی کا حکم دے دیا ہو، بلکہ پاک صاف رہنے پر طرح طرح کی بشارتیں اور ثواب کا وعدہ فرمایا ہے، اگر صرف پاکی پر ملنے والے اجر وثواب سے متعلق احادیث کو جمع کریں، تو ایک اچھی خاصی کتاب تیار ہو جائے، ہم صرف ایک حدیث نقل کر رہے ہیں، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”جب مسلمان یا مومن شخص وضو کرتا ہے، اور وہ اپنا چہرہ دھوتا ہے، تو اس کے چہرہ سے ہر وہ گناہ جو اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا، پانی یا اس کے آخری قطرے کے ساتھ نکل جاتا ہے، پھر جب وہ اپنے دونوں ہاتھ دھوتا ہے، تو ہر وہ گناہ جو اس کے دونوں ہاتھوں نے کیے ہوں، پانی یا اس کے آخری قطرے کے ساتھ نکل جاتا ہے، پھر جب وہ اپنے پاؤں دھوتا ہے، تو ہر وہ گناہ جہاں اس کے پاؤں چل کر گئے تھے، پانی یا اس کے آخری قطرے کے ساتھ نکل جاتا ہے، یہاں تک کے وہ شخص گناہوں سے بالکل صاف ستھرا ہو کر نکل جاتا ہے(صحیح مسلم، ۳۲-۲۴۴)

ملاحظہ فرمائیں، پاکی حاصل کرنے پر کتنی بڑی سعادت نصیب ہوتی ہے۔ (جاری ہے......)

آپ کے دینی مسائل کا حل ادارہ

تکفیر بازی ومغالطاتِ سلفی کا جائزہ (قسط24)

قاضی صاحب سے تعلق پر ایک تاریخی ڈھکوسلہ کا الزام

مغالطہ: ......اس کے بعد سلفی صاحب نے صفحہ نمبر۲۲ پر یہ عنوان قائم کیا ہے ’’مولانا رضوان صاحب کا ایک تاریخی ڈھکوسلہ‘‘

جوابِ مغالطہ: ......اس کا پسِ منظر یہ ہے کہ بندہ محمد رضوان نے اپنے مضمون میں پہلے، روافض کی علی الاطلاق تکفیر کے عدمِ قائلین، اور قائلین بزرگوں کے درمیان اس اختلاف کے باعثِ تضلیل وتفسیق نہ ہونے، اور اختلاف کے باوجود ایک دوسرے سے قریبی روابط رکھنے کے ضمن میں حضرت قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ کے بارے میں یہ تحریر کیا تھا کہ:

> حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ، دیانت داری کے ساتھ ایک موقف کو ترجیح دے کر، دوسرے موقف کے حاملین وقائلین کی تضلیل وتفسیق، اور ان پر طعن وتشنیع کے ہرگز ہرگز قائل نہیں تھے، بلکہ ان حضرات سے محبانہ وعقیدتمندانہ تعلق، اور قریبی روابط ومراسم رکھتے تھے۔ حضرت قاضی صاحب موصوف رحمہ اللہ کے علاوہ، حضرت مولانا منظور نعمانی اور حضرت مولانا یوسف لدھیانوی صاحبان رحمہما اللہ وغیرہ کا بھی یہی طور وطریقہ اور طرزِ عمل تھا۔

اور اسی ضمن میں بندہ نے یہ بھی تحریر کیا تھا کہ:

> ’’الحمد للہ تعالیٰ بندہ محمد رضوان کا ’’خدامِ اہلِ سنت اور وکیلِ صحابہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ‘‘ سے تادمِ آخر، دیرینہ اور قریبی تعلق رہا، اور ان سے تحریری اور زبانی طور پر استفادہ ومکاتبت کی بھی سعادت حاصل ہوتی رہی، اور بندہ متعدد مرتبہ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کے مرکزی مدرسہ، اور ان سے متعلق وملحق دیگر جلسوں میں بھی حاضر ہوتا رہا۔ الخ‘‘

www.idaraghufran.org

لیکن چونکہ سلفی صاحب کو یہ اختلاف مذکورہ طریقہ پر برداشت نہیں، اور وہ قاضی صاحب والے موقف کے ساتھ اختلاف کرنے، اور دوسرے موقف کے حاملین وقائلین کی تضلیل وتفسیق، اور ان پر طعن وتشنیع کے روادار اور اس پر شدت کے ساتھ کاربند ہیں، اس لئے انہیں بندہ کے حضرت قاضی صاحب موصوف کے اس تعلق میں بھی کیڑے نظر آئے، اور اس کو بھی انہوں نے دریابرد کرنے کی کوشش کی، اور اس ضمن میں بندہ کے مذکورہ اقتباس کو نقل کر کے درج بالا طعن وتشنیع کی غلاظت میں لتھڑے ہوئے عنوان کو قائم کر کے بندہ کی طرف نسبت کرتے ہوئے لکھا کہ:

''یہ موصوف نے ہوائی کارتوس چلایا ہے، مولانا محمد رضوان صاحب نے اس تحریر میں یہ تاثر دیا ہے کہ امامیہ کے عدمِ تکفیر پر میرے موقف کا حضرت قاضی صاحب کو علم تھا، مگر انہوں نے کبھی روک ٹوک نہ کی تھی، یہ صریح وسفید، بلکہ سیاہ ترین جھوٹ ہے'' (ماہنامہ حق چار یار، اپریل ۲۰۲۳ء، صفحہ نمبر ۲۱) (ضربِ حق چار یار، صفحہ نمبر ۱۴۹، مطبوعہ ادارہ مظہر التحقیق، مئی ۲۰۲۴ء)

اور ساتھ ہی موصوف نے یہ مطالبہ بھی کیا ہے کہ میں اگر اپنے موقف میں سچا ہوں، تو اپنے موقف کی تائید میں اب سے بیس سال پہلے کی اپنی کوئی مطبوعہ تحریر، یا مہر لگا ہوا فتویٰ پیش کروں۔

چنانچہ موصوف لکھتے ہیں کہ:

''چلیں ہم اسی پر ہی فیصلہ کن رائے دے دیتے ہیں، موصوف آج سے بیس سال پہلے کا کوئی ایسا فتویٰ، اپنا مضمون، یا مقالہ پیش کر دیں، جس میں یہ موقف اختیار کیا گیا ہو، جو آج وہ پیش کر رہے ہیں، مضمون، یا مقالہ مطبوعہ ہونا چاہیے، اور اگر فتویٰ ہے، تو مہر اور دستخط شدہ ہونا چاہیے، یہی گھوڑا، یہی میدان'' (ماہنامہ حق چار یار، اپریل ۲۰۲۳ء، صفحہ نمبر ۲۴) (ضربِ حق چار یار، صفحہ نمبر ۱۵۱، مطبوعہ ادارہ مظہر التحقیق، مئی ۲۰۲۴ء)

ہم سرِ دست اپنے ساتھ اب سے بیس سال سے قبل پیش آئے ایک واقعہ کا اقتباس پیش کرتے ہیں، جو مطبوعہ ہے:

ایک مرتبہ آج سے کئی سال پہلے ''متحدہ مجلس عمل'' قائم ہونے کے زمانے میں، جمعہ کی نماز سے فراغت کے بعد میرے پاس ایک اجنبی شخص تشریف لائے، اور انہوں نے اعتراض کے انداز میں سوال کیا کہ:

آج تک تو آپ حضرات، اہلِ تشیع حضرات کو کافر قرار دیتے تھے، اور ''کافر کافر شیعہ کافر''

کے نعرے لگاتے تھے،اوراب فلاں سیاسی اتحادی مجلس بنا کران کے پیچھے جماعت سے نماز بھی پڑھنے لگے ہیں،اس کی کیا وجہ ہے؟ کیا کافر کے پیچھے نماز ہوجاتی ہے؟

میں نے ان صاحب کی پوری گفتگو سُن کران سے عرض کیا کہ:

نہ تو ہم پہلے تمام اہلِ تشیع کو علی العموم اور علی الاطلاق کافر قرار دیتے تھے ،نہ ان کے کفر کے نعرے لگاتے تھے، بلکہ ہم تو یہ کہتے تھے کہ جس میں فلاں فلاں (مثلاً حفاظتِ قرآن کا انکار، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پرنعوذ باللہ غلط کاری کا الزام اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو معبود اور الٰہ سمجھنے کی) کفریہ وجوہات موجود ہوں، وہ کافر ہے اور جس میں کفر کی وجوہات نہ پائی جاتی ہوں، وہ کافر نہیں ہے۔اور کفر کی یہ وجوہات ،تمام اہلِ تشیع میں نہیں پائی جاتیں۔اوراب بھی ہم یہی بات کہتے ہیں، جو مؤقف ہمارا اہلِ تشیع کے بارے میں پہلے تھا، وہی مؤقف اب بھی ہے۔

رہا فلاں سیاسی اتحادی مجلس کا معاملہ،تو اس مجلس کے بنانے، اور قائم کرنے سے بھی ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے،اور رہا نماز کا مسئلہ تو ہم نے آج تک کسی اہلِ تشیع کی اقتداء میں نماز نہیں پڑھی۔لہٰذا آپ نے ان باتوں کی ہماری طرف نسبت کیونکر کردی؟

(علمی وفقہی افادات،ص۱۶۷، ۱۶۸،مطبوعہ:ادارہ غفران،راولپنڈی)

پھر موصوف نے اس کے چند صفحات بعد تک اپنی حسبِ عادت دل کھول کر طعن وتشنیع کی ہے،جس میں صفحہ نمبر۲۴پر یہ عنوان بھی قائم کیا ہے''حضرت اقدس رحمہ اللہ کے ساتھ دعویٰ مکاتبت''

جبکہ بندہ نے یہ موقف سلفی صاحب کی طرف سے''شیعہ'' کی مطلق تکفیر کے ضمن میں ذکر کیا ہے،جس کو موصوف نے اپنی مکاری وعیاری سے''امامیہ'' کی قید لگا کر بیان کیا،جو سلفی صاحب کی علمی خیانتوں کے تسلسل کا ایک ادنیٰ نمونہ ہے۔

موصوف ضدی اور ہٹ دھرم کے فضول ولا یعنی مطالبات تو بہت زیادہ ہیں،جن کو پورا کرتے کرتے ،انسان کی شاید زندگی ختم ہوجائے،اور موصوف ہٹ دھرم پھر بھی اپنی ضد وہٹ دھرمی کو چھوڑنے پرآمادہ نہ ہوں۔

اس لئے ہم موصوف جیسے ضدی اور ہٹ دھرم شخص کو مطمئن کرنے کے لئے ہرگز ان کے یہ مطالبات پورے نہیں کریں گے۔

البتہ مناسب موقع آنے پر، طالبین کے سامنے ان شاءاللہ یہ ثبوت بھی باحوالہ آ جائیں گے،اور آج سے بیس سال ہی نہیں،اس سے قبل کے''جامعہ اسلامیہ،صدر،راولپنڈی''میں افتاء وتدریس کے زمانہ کے دوران جاری شدہ فتاویٰ بھی تاریخ سمیت منظرِ عام پر لائے جائیں گے۔

علاوہ ازیں بندہ کے اسی زمانہ کے وہ طلباء بھی بڑی تعداد میں موجود ہیں، جو اسی زمانہ سے بندہ کے موقف سے واقف ہیں۔

پھر حضرت مولانا مفتی محمد شفیع،حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب رحمہما اللہ،اور وفاق المدارس العربیہ کے صدر حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ کے فتاویٰ بیس سال سے بھی قبل،اور حضرت قاضی صاحب موصوف کی حیات کے زمانے کے موجود ہیں،جن میں سے بہت سے فتاویٰ اس وقت طبع ہو چکے تھے، نیز حضرت مفتی اعظم مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کی وفات سے متعلق ماہنامہ البلاغ کا خصوصی نمبر،آج سے،چوالیس سال قبل ۱۳۹۹ھ میں طبع ہو چکا تھا،جس میں دارالعلوم دیوبند کے ترجمان و مہتمم حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ کی طرف سے اس قضیہ کے قولِ فیصل والی تحریر اور جملہ اساتذہ دارالعلوم دیوبند کا مصدقہ فتویٰ بھی شائع ہوا تھا۔

لیکن حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کی طرف سے تادمِ حیات اس طرح کی طعن وتشنیع کا رویہ اختیار نہیں کیا گیا، جو موصوف کا پسندیدہ مشغلہ ہے۔

اس کے علاوہ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کی وفات پر''ماہنامہ حق چار یار'' کا خصوصی نمبر، جو حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کی یاد میں مارچ،اپریل ۲۰۰۵ء کو شائع ہوا تھا،اس کے صفحہ نمبر ۸۲۷ سے صفحہ نمبر ۸۳۴،تک بندہ کا مضمون بھی شائع شدہ شکل میں موجود ہے،جس میں حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ سے تعلق ورابطہ کا ذکر ہے۔

اسی مضمون میں بندہ نے یہ بھی تحریر کیا تھا کہ:

''آپ نے عمر بھر قیامِ پاکستان کے حوالہ سے ہر دو اکابرین (حضرت تھانوی وحضرت

مدنی رحمہما اللہ) کی آراء کو احترام کی نظر سے دیکھا، اور اس سلسلہ میں افراط وتفریط کے داغ سے اپنے دامن کو محفوظ رکھا، جو آپ کے عالی حوصلہ اور وسیع الظرف ہونے کے ساتھ ساتھ اکابرین کے ساتھ تعلق ومحبت اور ان کے باہمی اجتہادی اختلاف کے محاسن پر نظر ہونے کی واضح نشانی تھی، اور یہ بات عام طور پر مندرجہ بالا ہر دو اکابرین ''حضرت تھانوی وحضرت مدنی رحمہما اللہ'' کے سلسلے سے تعلق رکھنے والے حضرات میں کم ہی نظر آتی ہے، کہیں افراط اور کہیں تفریط میں ابتلاء نظر آتا ہے، اس اعتبار سے آپ کی شخصیت موجودہ دور کے کم ظرف اور راہِ اعتدال سے ہٹنے والے حضرات کے حق میں عبرت وبصیرت کے لئے روشن چراغ کی حیثیت رکھتی ہے'' (ماہنامہ حق چار یار، لاہور، قائدِ اہلِ سنت نمبر، جلد ۱۸، شمارہ ۳، ۴، مارچ، اپریل ۲۰۰۵ء، صفحہ نمبر ۸۲۹)

یہ بھی ملحوظ رہنا چاہیے کہ بندہ نے حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کی وفات پر جو مضمون، مذکورہ نمبر کے لئے منتظمین کی خواہش پر ارسال کیا تھا، وہ اپنے پاس موجود کمپیوٹر سے کتابت کرا کر ارسال کیا تھا، جس میں قاضی صاحب کے تکفیرِ شیعہ کے مسئلہ سے اختلاف کا بھی ذکر تھا، اور وہ مضمون بندہ کے پاس بعینہٖ فائل میں محفوظ ہے، لیکن مذکورہ نمبر میں اس حصہ کو شائع نہیں کیا گیا، اس طرح کی حرکات کا بندہ کو دیگر حضرات کی طرف سے بھی مشاہدہ ہوا، جس کے بعد بندہ نے دیگر حضرات کو اپنے مضامین بھیجنا موقوف کر دیا۔

پس ہماری طرف سے بیان کردہ جس مدعیٰ پر موصوف نے دل کھول کر بدزبانی وبدکلامی کا ارتکاب کیا ہے، ہمارا وہ مدعیٰ الحمد للہ اپنی جگہ صد فیصد درست، اور حقائق کے مطابق ہے، لیکن موصوف کی طرف سے اہلِ سنت سے وابستہ موقف پر طعن تشنیع اور بدزبانی وبدکلامی اور دوسرے موقف کے حامل کی شان میں صریحاً وکنایۃً تذلیل وتحقیر کا جو طرزِ عمل اپنایا ہوا ہے، یہ طرزِ عمل تو حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ نے ''اہلِ تشیع'' کی شان میں بھی استعمال نہیں کیا، چہ جائیکہ وہ اپنے جلیل القدر فقہاء واکابر کی شان میں استعمال فرماتے، بلکہ اس طرزِ عمل کے ساتھ سلفی صاحب کا اپنے آپ کو حضرت قاضی صاحب کے خصوصی مزاج ومذاق کا ترجمان سمجھنا ہی محلِ کلام ہے۔ (جاری ہے......)

کیا آپ جانتے ہیں؟ مفتی محمد رضوان

دلچسپ معلومات، مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

تجارتی بائیکاٹ، اور اس میں غلو و بے اعتدالی (قسط3)

فقہ حنفی کی مشہور کتاب ''ردُّ المحتار'' میں ہے کہ:

(قَوْلُهُ :لِأَنَّهُ إعَانَةٌ عَلَى الْمَعْصِيَةِ) ؛ لِأَنَّـهُ يُقَاتِلُ بِعَيْنِهِ، بِخِلَافِ مَا لَا يُقْتَلُ بِـهِ إلَّا بِـصَنْعَةٍ تَحْدُثُ فِيهِ كَالْحَدِيدِ، وَنَظِيرُهُ كَرَاهَةُ بَيْعِ الْمَعَازِفِ؛ لِأَنَّ الْمَعْصِيَةَ تُقَامُ بِهَا عَيْنُهَا، وَلَا يُكْرَهُ بَيْعُ الْخَشَبِ الْمُتَّخَذَةِ هِيَ مِنْهُ، وَعَلَى هَـذَا بَيْـعُ الْخَمْرِ لَا يَصِحُّ وَيَصِحُّ بَيْعُ الْعِنَبِ .وَالْـفَرْقُ فِي ذَلِكَ كُلِّهِ مَا ذَكَـرْنَـا فَتْـحٌ وَمِثْـلُهُ فِي الْبَحْرِ عَنْ الْبَدَائِعِ (رد المحتار، ج۴،ص۲۶۸، کتاب الجهاد،باب البغاة)

ترجمہ: اور یہ کہنا کہ دشمنوں کو اسلحہ کی بیع میں گناہ پر تعاون کرنا، پایا جاتا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ اس اسلحہ سے بعینہٖ قتال کیا جاتا ہے، برخلاف اس چیز کے، جس سے قتال، ایسی صنعت کے بعد کیا جاتا ہے، جو اس میں پیدا ہوتی ہے، جیسا کہ لوہا، تو وہ ممنوع نہیں، اور اس کی مثال معازف (باجوں کے آلات) کی بیع مکروہ ہونے کی ہے، کیونکہ گناہ اس (اسلحہ) کی عین وذات کے ساتھ قائم ہوتا ہے، لیکن اس لکڑی کی بیع مکروہ نہیں، جس سے معازف (باجوں کے آلات) کو بنایا جاتا ہے، اور یہی حکم شراب کی بیع کا بھی ہے کہ وہ صحیح نہیں، لیکن انگور (اور اس کے شیرہ) کی بیع صحیح ہے، اور ان سب چیزوں میں فرق وہی ہے جو ہم نے ذکر کیا، فتح القدیر، اور اس کے مثل بحر میں بدائع سے نقل کیا گیا ہے (ردالمحتار)

اور فقہ حنفی کی کتاب ''الاختیار لتعلیل المختار'' میں ہے کہ:

وَهُوَ الْقِيَاسُ فِي الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ، إِلَّا أَنَا جَوَّزْنَاهُ لِمَا رُوِيَ أَنَّهُ -عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ -أَمَرَ ثُمَامَةَ بِأَنْ يَمِيرَ أَهْلَ مَكَّةَ وَكَانُوا حَرْبًا عَلَيْنَا وَلِأَنَّا نَحْتَاجُ إِلَى بَعْضِ مَا فِي بِلَادِهِمْ مِنَ الْأَدْوِيَةِ (الاختيار لتعليل المختار، ج۴،ص ۱۲۲، کتاب السیر،فصل موادعة أهل الحرب)

ترجمہ: اور یہی قیاس کا تقاضا ہے (کہ اسلحہ کی طرح تجارت مکروہ ہونے کا حکم ہو) کھانے پینے کی چیزوں میں بھی، لیکن ہم نے اس کو جائز اس لئے قرار دیا کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے ثمامہ کو یہ حکم دیا تھا کہ وہ اہلِ مکہ کے لئے کھانے پینے کی اشیاء کو جانے دیں، جبکہ اہلِ مکہ اہلِ حرب (یعنی مسلمانوں کے ساتھ جنگ ومقابلہ کرنے والے) تھے۔

اوران چیزوں کے جائز ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ہم ان کے بعض ممالک سے ادویہ حاصل کرنے کے محتاج ہیں (الاختیار)

فقہ حنفی کی دیگر کتب میں بھی اس کی وضاحت ہے۔ [1]

ظاہر ہے کہ موجودہ زمانہ میں بھی ادویہ کا بڑا حصہ ان ہی کافروں سے خریدا جاتا ہے، جن کے خلاف

---

[1] قَالَ مُحَمَّدٌ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى :لا بأس بأن يحمل المسلم إلى أهل الحرب ما شاء إلا الكراع والسلاح والمسبى لأن المسلم مأمور مندوب إلى التباعد عن المشركين قَالَ :عليه السلام لا تستضيئوا بنار المشركين وقَالَ :أنا برئ من كل مسلم مع مشرك يتراء ى ناراهما وفى حمل الأمتعة إليهم للتجارة نوع مقاربة معهم قَالَ :فالأولى أن لا يفعل .

إلا أنه لا بأس بذلك فى الطعام والثياب ونحو ذلك لما روى أن ثمامة أسلم فى زمن النبى صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ويطفح الميرة على أهل مكة وكانوا يمتازون منها فكتبوا إلى رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يسألون أن يأذن له فى حمل الطعام إليهم فأذن له فى ذلك وأهل مكة يومئذ كانوا حربا مع الرسول عليه السلام فعرفنا أنه لا بأس بذلك ولأن المسلمين يحتاجون إلى بعض ما فى ديارهم من الأدوية والأمتعه فإِذَا منعناهم ما فى ديارنا إليهم فهم يمنعون أيضا عنا ما فى ديارهم من الأردية والأمتعه فإِذَا منعناهم ما فى ديارنا إليهم فهم يمنعون أيضا عنا ما فى ديارهم فحمل بعض ما يوجد فى ديارنا إليهم أمر لا بد منه ولهذا أرخصنا للمسلمين فى ذلك(نصاب الاحتساب،ص ۲۸۵و ۲۸۶،الْبَابُ الأربعون فى الاحتساب على أهل الاكتساب)

إذا خرج للتجارة إلى أرض العدو بأمان فكرها خروجه فإن كان أمرا لا يخاف عليه منه وكانوا قوما يوفون بالعهد يعرفون بذلك وله فى ذلك منفعة فلا بأس بأن يعصيهما(الفتاوى الهندية،ج۵،ص ۳۶۶،كتاب الكراهية،الباب السادس والعشرون فى الرجل يخرج إلى السفر ويمنعه أبواه أو أحدهما)

بائیکاٹ کی مہم چلائی جاتی ہے،اوران ادویہ کوعلماء،صلحاءاوردین دارسب ہی استعمال کرتے ہیں،اگر بائیکاٹ ضروری،واجب،اوراس کی خلاف ورزی گناہ ہوتی،تواس کوبھی ناجائز کہنا چاہیے تھا۔

جبکہ صورتِ حال یہ ہے کہ اگرآج ان کفار کی طرف سے ادویہ کی ترسیل چنددنوں کے لئے بند کردی جاتی ہے،توملک بھرمیں ایک بھونچال ساپیدا ہوجاتا ہے۔

پھرضروری سمجھے جانے والے بائیکاٹ کا یہ عمل صرف مخصوص اشیاء کی خرید وفروخت تک محدود کرنا،اوراس کے علاوہ دوسرے ایسے معاملات کے بائیکاٹ کونظرانداز کردینا،اوران کو بلادھڑک سرانجام دینا کہ ان کانفع بھی ان ہی کافروں کوپہنچتاہے،جن سے بائیکاٹ کاحکم دیاجاتا ہے،یہ بھی ناانصافی پرمبنی ہے،جیسا کہ ان کے جہازوں میں سفرکرنا،یاان کی کمپنیوں سے مہنگی ترین گاڑیوں،اور فون کوخریدناوغیرہ وغیرہ،ان کی انٹرنیٹ وغیرہ کی سروس کواستعمال کرنا،اس کے علاوہ بھی بہت سے ایسے امور ہیں،جن کادائرہ بہت طویل ہے۔

توکیاان سب امورکوانجام دینے والے کافروں کے''موالاتی''یا''غیرتِ ایمانی کی خلاف ورزی کے مرتکب''قراردیئے جاسکتے ہیں؟ظاہر ہے کہ نہیں۔

اورگذشتہ عبارات سے معلوم ہوچکا کہ فقہائے کرام نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کی وجہ سے قیاس واجتہاد کوترک کردیا،جس کی وجہ یہ ہے کہ اصولِ فقہ میں حدیث کا درجہ قیاس سے پہلے اور مقدم ہوتاہے،حدیث کے مقابلہ میں قیاس،یااپنااجتہادنہیں لڑایاجاتا۔

اورجب مسلمان ،کافر سے کوئی چیز پیسوں کے عوض میں خریدتا ہے،تو معقود علیہ وہی چیز ہوتی ہے،پھراس چیزکوخریدکرمسلمان مالک بن جاتا ہے،اوروہ اس سے جس طرح کاچاہے،فائدہ اٹھا سکتاہے،اس کوگناہ میں خرچ کرےگا،توگناگارہوگا،ورنہ نہیں ہوگا،اسی طرح کافروہ چیزمسلمان کو فروخت کرکے،اس کی قیمت اور پیسہ کامالک بن جاتاہے،اوراس میں وہ جس طرح کاتصرف کرتا ہے،وہ اس کافعل شمارہوتاہے،جس طرح دومسلمانوں کی آپس میں خریدوفروخت کاحکم ہے۔

پس نہ توگناہ پیسہ کے ساتھ قائم ہوا،اورنہ پیسوں کے عوض میں خریدکردہ کھانے پینے کی چیز کے ساتھ قائم ہوا۔

اور یہ بات پہلے گذر چکی ہے کہ انگور کا شیرہ ایسے شخص کوفروخت کرنے کا معاملہ، جواس سے شراب بنائے، یا لکڑی ایسے شخص کوفروخت کرنا، جو اس سے مزمار (باجا) بنائے، یہ حکم روپیہ کے عوض کھانے پینے کی چیز خریدنے سے زیادہ سخت ہے، کیونکہ وہ شیرہ، اور وہ لکڑی گناہ کے کام کی شکل اختیار کرلیتی ہے، لیکن روپیہ پیسہ سے کوئی دوسرا عمل، عقد کرکے ہی گناہ میں استعمال کیا جاسکتا ہے، یہی وجہ ہے کہ حنفیہ کے علاوہ بعض فقہاء، شیرہ کوشراب بنانے والے کے ہاتھ فروخت کرنے سے منع کرتے ہیں، لیکن روپیہ پیسہ کے عوض کھانے، پینے، اور پہننے وبرتنے وغیرہ کے جائز سامان کی ایسے شخص کے ہاتھ فروختگی کو وہ بھی جائز قرار دیتے ہیں، جو اس پیسہ کوگناہ کے کام میں استعمال کرے۔

پس جس چیز کا احادیث، اور اجماع سے جائز ہونا، اور بعض صورتوں میں زیادہ سے زیادہ خلافِ اولیٰ ہونا ثابت ہو، اس کو ناجائز قرار دینا، اور اس کی خلاف ورزی کے مرتکب کوگناہ گار، یا کافروں کا معاون ومددگار قرار دینا، اور اس پر طاعنین ومتشددین، اور غالیین کی طرف سے الزام تراشیاں واتہام سازیاں کرنا، کیسے جائز ہوسکتا ہے۔

اور یہ بات ظاہر ہے کہ افضل حکم کی خلاف ورزی جائز ہوا کرتی ہے، گناہ نہیں ہوا کرتی، اور اس افضل کی خلاف ورزی کا عنوان بدلنے سے حکمِ شرعی بدل جایا نہیں کرتا، جیسا کہ بعض حضرات اس کو غیرتِ ایمانی کے خلاف کہتے ہیں، تو اس عنوان سے جمہور فقہائے کرام کا بیان کردہ حکم تبدیل نہیں ہوجائے گا، جولوگ ایسا سمجھ کر حکمِ شرعی کو اصل عنوان سے بیان کرنے والے پر تہمت عائد کرتے ہیں، وہ خود بے اعتدالی کا شکار ہیں، چہ جائیکہ وہ دوسرے کو بے اعتدالی کا مرتکب قرار دیں۔

یہ اصول طے شدہ ہے کہ کسی چیز کا عنوان اور نام بدل دینے سے اس کا حکم تبدیل نہیں ہوجایا کرتا۔

چنانچہ حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ اپنے رسالہ ''اقتباساتِ عشر'' میں اسی سلسلہ میں فرماتے ہیں کہ:

> حکمِ شرعی کا محل اور متعلق، ہمیشہ معنون ہوتا ہے، نہ کہ عنوان، مثلاً کوئی مغصوب زمین میں مسجد بنالے، اور مالک، قاضیِ اسلام کے اجلاس میں، اس کا مغصوب ہونا، ثابت کردے، اور قاضی، غاصب کو اس مسجد کے انہدام اور زمین کی واپسی کا حکم دیدے، تو

قاضی پر یہ اعتراض جائز نہ ہوگا کہ اس نے مسجد منہدم کرادی، مسجد محض اس کا نام ہے، واقع میں وہ مسجد ہی نہیں (اشرف السوانح ج۳،ص۱۶۵،مضمونِ اول ''اقتباساتِ عشر'' مطبوعہ: ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، ملتان، سنِ طباعت۱۴۱۴ہجری)(وجواہرالفقہ، لمفتی محمد شفیع، جلد پنجم، ص ۲۳۱، افاداتِ اشرفیہ، درمسائلِ سیاسیہ، مطبوعہ: مکتبہ دارالعلوم، کراچی، طبع جدید۲۰۱۰ء)

نیز حضرت موصوف اسی پہلو کی مزید وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

''اس عدمِ تعاون کا نام جو بعض نے ترکِ موالات رکھ لیا ہے، اس عنوان سے اس کا حکم جو اوپر مذکور ہوا (یعنی مباح اجارات وتجارات وتعلیمات واستعانات وتعلقات حاکمیت ومحکومیت کے) بدل نہ جاوے گا (بحکم مقدمہ نمبر۳) جیسا بعض نے یہ ترکیب کر رکھی ہے کہ قرآن مجید میں جو موالات کی ممانعت کی آیتیں آئی ہیں، اس عدمِ تعاون کو ان میں داخل کر کے اختلاف کرنے والے فریق کو قرآن کا مخالف بتا کر عوامُ النّاس کو اس سے متوحش و متنفر کرتے ہیں، جس طرح عاملینِ مولد (ومیلاد) نے اپنی مجالسِ متعارفہ کا نام ''مجلسِ ذکرِ رسول'' (صلی اللہ علیہ وسلم) اور قیام کا نام تعظیمِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) رکھ کر اہلِ حق کی طرف سے عوام کو بدگمان کر دیا کہ یہ ذکر وتعظیمِ رسول سے منع کرتے ہیں، یا امتناع وامکان کے مسئلہ میں اس طرح بدنام کیا کہ یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ بھی جھوٹ بول سکتا ہے، پس ایسے ہی اس اصطلاح ''ترکِ موالات'' سے کام لیا جارہا ہے، تو سمجھ لینا چاہئے کہ کوئی نام رکھ دینے سے حقیقت نہ بدل جاوے گی، اس لئے حکم بھی نہ بدلے گا۔

باقی (نام بدلنے کی) ایسی ترکیبوں سے کام لینا، اہلِ علم کی شان کے بالکل خلاف ہے، میں نے اپنے نزدیک ان مسائل، اور اس اختلاف، اور اپنے مسلک کی حقیقت بالکل صاف کردی ہے، اگر اس کے باوجود کسی کو بدنام کرنے کا شوق ہو، تو اس سے زیادہ نہ کہوں گا کہ:

''فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصِفُونَ''

والسلام آغاز جمادی الاولیٰ ۱۹۳۹ہجری

مقام تھانہ بھون، خانقاہ امدادیہ

(اشرفُ السوانح ج ۳ ص ۱۶۷، مضمونِ اول، اقتباساتِ عشر، مطبوعہ: ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، ملتان، سنِ طباعت ۱۴۱۴ ہجری)(وجواہرالفقہ، لمفتی محمد شفیع، جلد پنجم، ص ۲۳۳ و ۲۳۴، افاداتِ اشرفیہ، درمسائلِ سیاسیہ، مطبوعہ: مکتبہ دارالعلوم، کراچی، طبع جدید ۲۰۱۰ء)

معلوم ہوا کہ کسی چیز کا عنوان بدل کر اس کی وجہ سے دوسرے پر الزام قائم کرنا، اہلِ حق کا طریقہ نہیں۔

پس اگر کسی کو ایک جائز عمل کو جائز قرار دینے پر اتنا شدید اختلاف ہو کہ وہ اس کو کافروں کی حمایت اور مسلمانوں سے بغاوت کا عنوان دے، تو یہ خود اس بات کی دلیل ہے کہ وہ شخص دراصل خود ہی اس حکمِ شرعی میں غلو کر رہا ہے، اور اپنے متبوع فقہائے کرام کے برخلاف موقف کو اختیار کر رہا ہے، اور اپنے آپ کو ان کا مقلد قرار دے کر ان کے برخلاف اجتہاد کا عملاً دعویدار ہے۔

پھر یہ بھی ظاہر ہے کہ جب کسی کافر سے کسی چیز کو خریدا جاتا ہے، تو اس کو نفع فراہم کر کے فائدہ پہنچایا جاتا ہے، اور اس نفع کو حاصل کرنے کے بعد کافر اس کو اپنے مذہبی کاموں، مثلاً کفریہ و شرکیہ حرکتوں میں لگائے، یا اللہ و رسول کے کسی بھی حکم کی خلاف ورزی میں لگائے، تو اس کا گناہ مسلمان کے سر پر نہیں آئے گا۔

لیکن خرید و فروخت کے برعکس کافروں سے الفت و محبت رکھنا، اور ان کی مشابہت اختیار کرنا جائز نہیں، مگر افسوس کہ مسلمانوں کو اس گناہ سے بچنے کی فکر نہیں۔

اب فقہائے کرام کے موقف کے بعد، قرآن و سنت کے دلائل کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔

سورہ نساء میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

يَـاأَيُّهَـا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ (سورة النساء، رقم الآية ۲۹)

ترجمہ: اے وہ لوگو، جو ایمان لائے، مت کھاؤ تم اپنے اموال کو آپس کے درمیان، باطل طریقہ پر، مگر یہ کہ ہو تجارت کے طور پر تمہاری رضامندی سے (سورہ نساء)

اس آیت میں باہمی رضامندی کے ساتھ تجارت میں مسلمانوں کی، ایک دوسرے کے ساتھ، اور

مسلمانوں کی کافروں کے ساتھ تجارت سب داخل ہیں۔

اورقرآن مجید کی سورہ بقرہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ . إِنَّمَا يَأْمُرُكُمْ بِالسُّوءِ وَالْفَحْشَاءِ وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ (سورة البقرة، رقم الآيات ١٦٨ و ١٦٩)

ترجمہ: اے لوگو! کھاؤ تم، ان چیزوں میں سے جو زمین میں ہیں، حلال، پاکیزہ، اور مت اتباع کرو تم شیطان کے قدموں کی، بے شک وہ تمہارے لئے دشمن ہے، واضح، بس حکم دیتا ہے وہ (شیطان) تم کو برائی، اور بے حیائی کا، اور یہ کہ کہو تم اللہ پر وہ باتیں، جن کا نہیں علم رکھتے تم (سورہ بقرہ)

اورقرآن مجید کی سورہ مائدہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ حَلَالًا طَيِّبًا وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي أَنْتُمْ بِهِ مُؤْمِنُونَ

(سورة المائدة، رقم الآية ٨٨)

ترجمہ: اور کھاؤ تم، ان چیزوں میں سے جو رزق دیا تم کو اللہ نے حلال، پاکیزہ، اور ڈرو تم اس اللہ سے کہ تم اس پر ایمان رکھنے والے ہو (سورہ مائدہ)

اورقرآن مجید کی سورہ نحل میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

فَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ حَلَالًا طَيِّبًا وَاشْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ (سورة النحل، رقم الآية ١١٤)

ترجمہ: پس کھاؤ تم، ان چیزوں میں سے جو رزق دیا تم کو اللہ نے، حلال، پاکیزہ، اور شکر کرو تم اللہ کی نعمت کا، اگر ہو تم اس کی عبادت کرنے والے (سورہ نحل)

مذکورہ آیات میں حلال چیزوں کے کھانے کا حکم دیا گیا ہے، اور کسی چیز کے حلال طیب ہونے کے لئے مسلمان کی ملکیت ہونا ضروری نہیں۔

اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے دوسرے مقام پر طیب و پاکیزہ چیزوں کے ساتھ اہلِ کتاب کے کھانے

اوران کے ذبیحہ کا بھی ذکر فرمایا ہے۔

چنانچہ قرآن مجید کی سورہ مائدہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

اَلْيَوْمَ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَكُمْ ، وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَهُمْ(سورة المائدة، رقم الآية۵)

ترجمہ: آج کے دن حلال کردی گئیں تمہارے لئے پاکیزہ چیزیں، اوران لوگوں کا کھانا جواہلِ کتاب ہیں، وہ تمہارے لئے حلال ہے،اورتمہارا کھانا اہلِ کتاب کے لئے حلال ہے(سورہ مائدہ)

مذکورہ آیت میں طیب چیزوں کے حلال ہونے کے ساتھ اہلِ کتاب کے کھانے کو مسلمانوں کے لئے ،اورمسلمانوں کے کھانے کو اہلِ کتاب کے لئے حلال قرار دیا گیا ہے،جس میں ذبیحہ کے علاوہ دوسرا کھانا بھی داخل ہے،اوراس کھانے کو خرید وفروخت کرکے اور دوسرے جائز طریقوں سے لین دین کرکے کھانے کا حکم بھی عام ہے۔

اورقرآن مجید کی سورہ انفال میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَاعْلَمُوْا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَأَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتَامٰى وَالْمَسَاكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ (سورة الانفال، رقم الآية ۴۱)

ترجمہ: اور جان لوتم کہ بس جو(مالِ)غنیمت حاصل کروتم کچھ بھی ہو،تو بے شک اللہ کے لئے ہے اس کا پانچواں حصہ،اوررسول کے لئے اورقرابت والوں کے لئے اور یتیموں کے لئے اور مسکینوں کے لئے اورمسافر کے لیے(سورہ انفال)

مالِ غنیمت وہ مال ہے، جوکافروں کی ملکیت میں ہو،اور جہاد کے عمل کے نتیجہ میں حاصل ہو۔

اس آیت میں کافروں سے حاصل شدہ مالِ غنیمت کا مصرَف بیان کیا گیا ہے کہ اس کا پانچواں حصہ اللہ اوراس کے رسول کا ہے،اورقرابت والوں کا ہے،جس سے مراد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابت دار ہیں،جن کو بنوہاشم وغیرہ کہا جاتا ہے،اوریتیموں اورمسکینوں اورمسافروں کا بھی ہے۔

پہلے مالِ غنیمت حرام تھا، بعد میں حلال قرار دیا گیا،اوراس کو اتنا پاکیزہ قرار دیا گیا کہ اس میں

اللہ، اوررسول اورآپ کے قرابت داروں کا حصہ رکھا گیا۔

پس جس طرح جہاد کے عمل کے نتیجہ میں کافروں سے حاصل شدہ مال حلال ہے، اسی طرح تجارت، وغیرہ کے عمل کے نتیجہ میں حاصل شدہ مال بھی حلال ہے۔

اورسورہ انفال ہی میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

فَكُلُوا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلَالًا طَيِّبًا (سورة الانفال،رقم الآية ٦٩)

ترجمہ: پس کھاؤ تم ان چیزوں میں سے جو (مالِ) غنیمت حاصل کرو تم، حلال طیب کے طور پر (سورہ انفال)

اس آیت میں مالِ غنیمت کو صاف طور پر حلال طیب قرار دے دیا گیا ہے، پس گذشتہ آیات میں جو حلال طیب مال کا ذکر کیا گیا تھا، اس میں کافروں سے جائز طریقہ پر حاصل شدہ مال بھی داخل ہے۔

اورسورہ محمد میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

فَإِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاءً (سورة محمد،رقم الآية ٤)

ترجمہ: پھر یا تو احسان کر دینا ہے، اس کے بعد، اور یا فدیہ لے لینا ہے (سورہ محمد)

مذکورہ آیت میں کافر قیدیوں سے فدیہ لے کر چھوڑ دینے کی بھی اجازت دی گئی ہے۔

اورفدیہ میں کافر سے مال لینا پایا جاتا ہے، جس کو مسلمانوں کے لئے حلال قرار دیا گیا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ يَهُودِيًّا دَعَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى خُبْزِ شَعِيرٍ، وَإِهَالَةٍ سَنِخَةٍ، فَأَجَابَهُ (مسنداحمد،رقم الحديث ١٣٨٦٠) [1]

ترجمہ: ایک یہودی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کی روٹی اور روغن کی دعوت دی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قبول فرمالیا (مسنداحمد)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كُنَّا نَغْزُوْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنُصِيْبُ مِنْ آنِيَةِ الْمُشْرِكِيْنَ، وَأَسْقِيَتِهِمْ فَنَسْتَمْتِعُ بِهَا، فَلَا يَعِيْبُ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ (سنن ابی

[1] قال شعيب الارنؤوط:إسناده صحيح على شرط مسلم(حاشية مسند احمد)

www.idaraghufran.org

داؤد،رقم الحدیث ۳۸۳۸،کتاب الأطعمة،باب الأكل فی آنية أهل الكتاب) ۱؎

ترجمہ: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کیا کرتے تھے، پھر ہم مشرکین کے (کھانے کے) برتن اور ان کے (پانی کے) مشکیزوں کو پالیا کرتے تھے، پھر ہم ان کو استعمال کرلیا کرتے تھے،تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو اس بات پر کوئی عیب نہیں لگاتے تھے(ابوداؤد)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہی ایک روایت اس طرح مروی ہے کہ:

كُنَّا نَغْزُوْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْضَ الْمُشْرِكِيْنَ،فَلاَ نَمْتَنِعُ أَنْ نَّأْكُلَ فِيْ آنِيَتِهِمْ وَنَشْرَبَ فِيْ أَسْقِيَتِهِمْ (مصنف ابن ابی شيبة،رقم الحديث ۳۳۳۵۲،كتاب السير،باب ما قالوا فی آنية المجوسی والمشرك)

ترجمہ: ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مشرکین کے علاقہ میں جہاد کیا کرتے تھے،تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ان مشرکین کے (کھانے کے استعمالی) برتنوں میں کھانے اور ان کے (پینے کے استعمالی) مشکیزوں وغیرہ میں پینے سے منع نہیں فرمایا کرتے تھے(ابنِ ابی شیبہ)

البتہ اگر غیر مسلموں کے کسی برتن میں کوئی ناپاکی یقین کے ساتھ ثابت ہو،تو پھر اس کو دھوئے بغیر استعمال کرنے سے پرہیز کرنا چاہئے۔

چنانچہ حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّهُ سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:إِنَّا نُجَاوِرُ أَهْلَ الْكِتَابِ وَهُمْ يَطْبُخُوْنَ فِيْ قُدُوْرِهِمُ الْخِنْزِيْرَ وَيَشْرَبُوْنَ فِيْ آنِيَتِهِمُ الْخَمْرَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنْ وَجَدْتُمْ غَيْرَهَا فَكُلُوْا فِيْهَا وَاشْرَبُوْا، وَإِنْ لَّمْ تَجِدُوْا غَيْرَهَا فَارْحَضُوْهَا بِالْمَاءِ وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا (ابوداؤد،رقم الحديث ۳۸۳۹،كتاب الأطعمة، باب الأكل فی آنية أهل الكتاب) ۲؎

۱؎ قال شعيب الارنؤوط:إسناده قوی من أجل بُرْد بن سنان، فهو صدوق لا باس به(حاشية سنن ابی داود)

۲؎ قال شعيب الارنؤوط : حديث صحيح حاشية ابی داؤد)

ترجمہ: انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ ہم اہلِ کتاب کے پڑوسی ہیں، اور وہ اپنی ہانڈیوں میں خنزیر کا گوشت پکاتے ہیں، اور اپنے برتنوں میں شراب پیتے ہیں (اگر ہم ان کے یہ برتن استعمال کریں تو کیا حکم ہے؟) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تمہارے پاس ان کے برتنوں کے علاوہ دوسرے برتن ہوں، تو اُن برتنوں میں کھاؤ اور پیو، اور اگر تمہارے پاس ان کے برتنوں کے علاوہ دوسرے برتن نہ ہوں، تو اُن (کے خنزیر اور شراب والے برتنوں کو) پانی مارلو، اور (پھر ان برتنوں میں) کھاؤ اور پیو (ابوداؤد)

مطلب یہ ہے کہ جن برتنوں میں اہلِ کتاب خنزیر کھاتے ہیں اور شراب پیتے ہیں، ان کو دھوکر استعمال کرنا چاہئے، کیونکہ یہ چیزیں برتنوں کو ناپاک کردیتی ہیں۔ [1]

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أُتِـيَ النَّبِيُّ ﷺ بِجُبْنَةٍ فِيْ غَزَاةٍ، فَقَالَ: أَيْنَ صُنِعَتْ هٰذِهٖ؟ فَقَالُوْا: بِفَارِسَ، وَنَـحْـنُ نُرٰى أَنَّـهٗ يُجْعَلُ فِيْهَا مَيْتَةً، فَقَالَ: اِطْعَنُوْا فِيْهَا بِالسِّكِّيْنِ، وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ وَكُلُوْا (مسند احمد، رقم الحديث ٢٧٥٥) [2]

---

[1] قال الشيخ :والأصل في هذا أنه إذا كان معلوما من حال المشركين أنهم يطبخون في قدورهم لحم الخنزير ويشربون في آنيتهم الخمور فإنه لا يجوز استعمالها إلا بعد الغسل والتنظيف(معالم السنن للخطابی، ج۴ص۲۵۷، کتاب الاطعمة، باب الاکل فی آنية أهل الكتاب والمجوس والطبخ فيها)

قال الإمام :الأمر بغسل إناء الكفار فيما إذا علم نجاسته يقينا ،فقد روى عن مسلم بن مشكم ، عن أبي ثعلبة أنه سأل رسول الله (صلى الله عليه وسلم) قال :إنا نجاور أهل الكتاب وهم يطبخون في قدورهم الخنزير ، ويشربون في آنيتهم الخمر ؟ فقال رسول الله (صلى الله عليه وسلم) " : إن لم تجدوا غيرها فارحضوها بالماء "يعني :اغسلوها ، فأما إذا لم يتيقن نجاسته ،فالأصل طهارته ، وكذلك مياههم وثيابهم على الطهارة (شرح السنة للبغوى، ج ۱۱ ص ۲۰۰، كتاب الصيد)

المراد النهي عن الأكل في آنيتهم التي كانوا يطبخون فيها لحم الخنزير ويشربون الخمر كما صرح به في رواية أبي داود وإنما نهى عن الأكل فيها بعد الغسل للاستقذار وكونها معتادة للنجاسة كما يكره الأكل في المحجمة المغسولة،وأما الفقهاء فمرادهم مطلق آنية الكفار التي ليست مستعملة في النجاسات فهذه يكره استعمالها قبل غسلها فإذا غسلت فلا كراهة فيها لأنها طاهرة وليس فيها استقذار ولم يريدوا نفي الكراهة عن آنيتهم المستعملة في الخنزير وغيره من النجاسات والله أعلم(شرح النووى علىٰ مسلم، ج۱۳ ص ۸۰، كتاب الصيد والذبائح وما يؤكل من الحيوان،باب الصيد بالكلاب المعلمة)

[2] قال شعيب الارنؤوط:حسن لغيره(حاشية مسند احمد)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک غزوہ میں پنیر لایا گیا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو کہاں تیار کیا گیا ہے؟ صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ یہ فارس کے (غیر مسلموں کے) علاقہ میں تیار کیا گیا ہے، اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس میں مردار شامل ہوتا ہے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اس میں چھری رکھو (اور اس کو کاٹو) اور اللہ کا نام لو، اور کھاؤ (مسند احمد)

اور طبرانی کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

أُتِـي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجُبْنَةٍ فِيْ غَزْوَةِ الطَّائِفِ فَجَعَلَ أَصْحَابُهُ يَضْـرِبُـوْنَهَا بِعِصِيِّهِمْ وَيَقُوْلُوْنَ: نَخْشٰى أَنْ يَّـكُوْنَ فِيْهَا مَيْتَةٌ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰـهِ صَـلَّـى الـلّٰـهُ عَـلَيْـهِ وَسَـلَّمَ: ضَعُوْا فِيْهَا السِّكِّيْنَ وَاذْكُرُوْا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا (المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ١١٨٠٧، ج ١١ ص ٣٠٣)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس غزوۂ طائف میں پنیر لایا گیا، تو آپ کے صحابۂ کرام اس کو لاٹھی سے ہٹانے لگے، اور یہ کہنے لگے کہ ہمیں یہ ڈر ہے کہ اس میں مُردار نہ ہو، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اس میں چھری رکھو اور اللہ کا نام لو، اور کھاؤ (طبرانی)

اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰه عَلَيه وَسَلَّم أُتِيَ بِجُبْنَةٍ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ، فَقِيْلَ لَـهُ: إِنَّ هٰـذَا طَـعَـامٌ تَـصْـنَـعُهُ الْمَجُوْسُ ،فَقَالَ: ضَعُوْا فِيْهِ السِّكِّيْنَ وَاذْكُرُوْا اسْمَ اللّٰهِ (مسند البزار، رقم الحديث ٥٣٧١، ج ١٢ ص ٩، صحيح ابنِ حبان، رقم الحديث ٥٢٤١) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس غزوۂ تبوک میں پنیر لایا گیا، تو آپ سے عرض کیا گیا کہ یہ ایسا کھانا ہے، جسے مجوسی بناتے ہیں، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اس میں چھری رکھو اور اللہ کا نام لو (اور کھاؤ) (بزار)

[1] قال شعيب الارنؤوط: إسناده حسن (حاشية ابنِ حبان)

www.idaraghufran.org

اس طرح کی حدیث دوسری سندوں کے ساتھ بھی مروی ہے۔ [1]

حضرت ھلب طائی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ طَعَامِ النَّصَارٰى؟ فَقَالَ: لَا يَتَخَلَّجَنَّ فِيْ صَدْرِكَ طَعَامٌ ضَارَعْتَ فِيْهِ النَّصْرَانِيَّةَ (سنن الترمذی،رقم الحديث ١٥٦٥ ،ابواب السير، باب ما جاء فی طعام المشركين، سنن ابی داوٗد، رقم الحديث ٣٧٨٤، باب كراهية التَّقذُّر للطعام) [2]

ترجمہ: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عیسائیوں کے کھانے کے بارے میں سوال کیا؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ کے سینہ میں ہرگز کھانا شک پیدا نہ کرے،جس میں نصرانیوں کی مشابہت ہو(ترمذی)

اورحضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قُلْتُ -:يَا رَسُولَ اللهِ، إِنِّي أَسْأَلُكَ عَنْ طَعَامٍ لا أَدَعُهُ إِلا تَحَرُّجاً، قَالَ : "لا تَدَعْ شَيْئاً ضَارَعْتَ النَّصْرَانيةَ فِيه (موارد الظمآن الیٰ زوائد ابنِ حبان،رقم الحديث٦٨) [3]

---

[1] عبد الرزاق عن قيس بن الربيع أن عمرو بن منصور الهمدانی أخبره عن الشعبی والضحاک بن مزاحم قال أتی رسول الله صلى الله عليه و سلم بجبنة فی غزوة تبوک فقيل يا رسول الله إن هذا طعام يصنعه أهل فارس أخشى أن يكون فيه ميتة قال سموا الله عليه و كلوا (المصنف اعبد الرزاق،رقم الحديث ٨٧٩٥)

عبد الرزاق عن معمر عن الأعمش -حسبت أنه ذكره -عن شقيق أنه قيل لعمر إن قوما يعملون الجبن فيضعون فيه أنافيح الميتة فقال عمر سموا الله وكلوا (المصنف اعبد الرزاق،رقم الحديث ٨٧٨٢)

[2] قال الترمذی:هذا حديث حسن قال محمود :وقال عبيد الله بن موسى، عن إسرائيل، عن سماک، عن قبيصة، عن أبيه، عن النبی صلى الله عليه وسلم مثله، قال محمود :وقال وهب بن جرير، عن شعبة، عن سماک، عن مری بن قطری، عن عدی بن حاتم، عن النبی صلى الله عليه وسلم مثله والعمل على هذا عند أهل العلم من الرخصة فی طعام أهل الكتاب.

وقال شعيب الارنؤوط : حسن من حديث عدی بن حاتم(حاشية ابی داوٗد)

[3] قال حسين سليم أسد الدّارانی :إسناده حسن من أجل سماک، وباقی رجاله ثقات، مری بن قطری

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ترجمہ: میں نے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے) عرض کیا کہ میں آپ سے اس کھانے کے بارے میں سوال کرنا چاہتا ہوں، جس کو میں نہیں چھوڑتا، مگر(دل میں)تنگی ہوتی ہے،تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ کسی ایسی چیز سے تنگی محسوس نہ کریں،جس میں نصرانیوں کے ساتھ مشابہت ہو(موارد)

مطلب یہ ہے کہ اس طرح کی تنگی نصاریٰ کے یہاں پائی جاتی ہے کہ وہ بلاوجہ کھانے کو معیوب وناپاک ،یا حرام سمجھتے ہیں،اوراس سلسلہ میں تشدد وسختی اورتعمق وکھود کرید سے کام لیتے ہیں،تو آپ ایسا نہ کریں، کیونکہ دینِ اسلام میں سہولت وآسانی رکھی گئی ہے، ورنہ آپ غلو وتشدد کی وجہ سے نصاریٰ کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے والے بن جائیں گے۔ [1]

اورآگے احادیث میں آتا ہے کہ دینِ اسلام کو دوسرے مذاہب کے مقابلہ میں آسان اورسہل بنادیا گیاہے،جس میں سختی نہیں۔

(جاری ہے............)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ترجمه البخارى فى التاريخ 57 /8ولم يورد فيه جرحاً ولا تعديلاً، وتبعه على ذلک ابن أبى حاتم فى "الجرح والتعديل 428 /8 "، وما رأيت فيه جرحاً، ووثقه ابن حبان، وقال عثمان بن سعيد الدارمى فى تاريخه ص ":(206)وسألت يحيى عن مرىّ بن قطرى، فقال :ثقة ."وصحح الحاكم حديثه 4/240 ووافقه الذهبى.

ثم قال الذهبى فى "ميزان الاعتدال " :240 /4 "لا يعرف، تفرد عنه سماک"، وقال الحافظ فى التقريب "مقبول ."وقد فاتهما توثيق ابن معين له(حاشية موارد الظمآن)

[1] (ضارعت فيه النصرانية) أى :شابهت لأجله أهل الملة النصرانية من حيث امتناعهم إذا وقع فى قلب أحدهم أنه حرام، أو مكروه، وهذا فى المعنى تعليل النهى، والمعنى لا تتحرج فإنک إن فعلت ذلک ضارعت فيه النصرانية، فإنه من دأب النصارى وترهيبهم، والرجل السائل عن ذلک

هو عدى بن حاتم، وكان قبل الإسلام نصرانيا، ويمكن أن يكون جملة ضارعت فيه صفة شیء ، وعبر عن المضارع بالماضى مبالغة فى تحقق المضارعة .وقال الطيبى :هو جواب شرط محذوف، والجملة الشرطية مستأنفة لبيان الموجب أى :لا يدخلن فى قلبک ضيق وحرج ; لأنک على الحنيفية السهلة السمحة فإنک إذا شددت على نفسک بمثل هذا شابهت فيه الرهبانية فإن ذلک دأبهم وعادتهم قال تعالى :(ورهبانية ابتدعوها ما كتبناها عليهم)الآية

(مرقاة المفاتيح، ج٦ ص ۲٦۵۴ ،كتاب الصيد والذبائح)

www.idaraghufran.org

عبرت کدہ حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام: قسط105 مولانا طارق محمود

﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَةً لِّاُولِی الْاَبْصَارِ﴾

عبرت وبصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

حضرت موسیٰ اور خضر (حصہ ششم)

جب حضرت موسیٰ اور حضرت خضر کے درمیان شرائط طے ہوگئیں، اور حضرت موسیٰ کو، حضرت خضر کی طرف سے ساتھ رہنے کی اجازت مل گئی، اور ساتھ ہی یہ بات بھی طے ہوگئی کہ حضرت موسیٰ خود سے کوئی سوال نہ کریں گے، جب تک کہ حضرت خضر خود ہی اس کی حکمت نہ بیان کردیں، تو دونوں حضرات دریا کے کنارے کنارے چلنے لگے، ظاہر یہ ہے کہ یوشع بن نون بھی ساتھ تھے، کیونکہ وہ حضرت موسیٰ کے تابع تھے، اس لیے اصل متبوع یعنی حضرت موسیٰ کا ذکر کردیا، اور تابع (یوشع بن نون) کا ذکر چھوڑ دیا۔ [1]

اتفاقاً ایک کشتی آ گئی، تو کشتی والوں سے انہوں نے کشتی میں سوار ہونے کی بات چیت کی، کشتی والوں نے حضرت خضر کو پہنچان لیا، ان لوگوں نے حضرت خضر کو بغیر کسی اجرت کے کشتی میں سوار کرلیا۔

کشتی میں سوار ہوتے ہی حضرت خضر نے ایک کلہاڑی کے ذریعہ، کشتی کا ایک تختہ نکال ڈالا۔

شریعت کے اعتبار سے حضرت خضر نے ایک ایسا کام کیا، جو نہ صرف گناہ، بلکہ دہرا گناہ تھا، ایک تو گناہ اس بات کا کہ کسی شخص کی مملوکہ کشتی کو بغیر کسی وجہ کے توڑ ڈالا، جو کہ ایک جرم اور ظلم ہے، اور دوسری یہ بات کہ اس سے سواریوں کے ڈوب جانے کا امکان پیدا کردیا، کیونکہ اگر اس شگاف سے پانی کشتی میں بھر گیا، اور کشتی ڈوب گئی، تو سواریاں بھی ساتھ ڈوبیں گی، اتنے بڑے معاملہ پر حضرت موسیٰ جیسا صاحبِ جلال پیغمبر کیسے خاموش رہ سکتا تھا۔

---

[1] فانطلقا أی موسی والخضر وکان معهم یوشع ولم یضمر لأنه فی حکم التبع (البحر المحیط، ج۷ص ۲۰۶، سورة الکهف)

چنانچہ حضرت موسیٰ نے جب یہ دیکھا، تو ان سے رہا نہ گیا، فوراً سوال کرڈالا کہ ان لوگوں نے بغیر کسی معاوضہ کے ہمیں کشتی میں سوار کرلیا، آپ نے اس کا یہ بدلہ دیا کہ ان کی کشتی توڑ ڈالی کہ یہ سب غرق ہوجائیں، یہ تو آپ نے بہت برا کام کیا۔

قرآن مجید کی سورہ کہف میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

فَانْطَلَقَا حَتّٰی اِذَا رَكِبَا فِی السَّفِيْنَةِ خَرَقَهَا قَالَ اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔـا اِمْرًا (سورة الكهف، رقم الآية ۷۱)

یعنی ''چنانچہ دونوں روانہ ہوگئے، یہاں تک کہ جب دونوں ایک کشتی میں سوار ہوئے، تو ان صاحب نے کشتی میں سوراخ کردیا، موسیٰ نے کہا کہ ارے کیا آپ نے اس میں سوراخ کردیا، تاکہ سارے کشتی والوں کو ڈبو ڈالیں؟ یہ تو آپ نے بڑا خوفناک کام کیا''۔

حضرت خضر نے کہا کہ میں نے آپ سے پہلے ہی کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہ کرسکیں گے۔

اس پر حضرت موسیٰ نے عذر کیا کہ میں اپنا وعدہ بھول گیا تھا، اس بھول پر آپ سخت گیری نہ کریں، یعنی میرے معاملے میں سخت گیری سے کام نہ لیجئے بلکہ نرمی اختیار فرمایئے۔ [1]

قرآن مجید کی سورہ کہف میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

قَالَ اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِیَ صَبْرًا. قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِیْ بِمَا نَسِيْتُ وَلَا تُرْهِقْنِیْ مِنْ اَمْرِیْ عُسْرًا (سورة الكهف، رقم الآيات ۷۲، ۷۳)

یعنی ''انہوں نے کہا کہ کیا میں نے کہا نہیں تھا کہ آپ میرے ساتھ رہ کر صبر نہیں کرسکیں گے؟ موسیٰ نے کہا کہ مجھ سے جو بھول ہوگئی، اس پر میری گرفت نہ کیجیے، اور میرے کام

---

[1] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ واقعہ نقل کرکے فرمایا کہ حضرت موسیٰ کا پہلا اعتراض، حضرت خضر پر بھول کی وجہ سے ہوا تھا، اور دوسرا اعتراض بطور شرط کے، اور تیسرا اعتراض قصداً۔

عن سعيد بن جبير، قال: إنا لعند ابن عباس رضی الله عنهما، قال: حدثنی أبی بن كعب، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " موسى رسول الله – فذكر الحديث – "قال ألم أقل إنک لن تستطيع معی صبرا" كانت الأولى نسيانا، والوسطى شرطا، والثالثة عمدا(صحيح البخاری، رقم الحديث ۲۷۲۸)

کو زیادہ مشکل نہ بنائیے''۔

(اسی اثناء میں)ایک چڑیا آئی اور کشتی کے کنارے پر بیٹھ کراس نے دریا میں سے ایک چونچ بھر پانی لیا،حضرت خضر نے حضرت موسیٰ کو خطاب کر کے کہا کہ میرا علم اور آپ کا علم دونوں مل کر بھی، اللہ کے علم کے مقابلہ میں اتنی حیثیت نہیں رکھتے، جتنی اس چڑیا کی چونچ کے پانی کو اس سمندر کے ساتھ ہے۔[1]

---

[1] یہ واقعہ صحیحین میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے اس طرح مروی ہے:

فانطلقا يمشيان على ساحل البحر، فمرت سفينة فكلموهم أن يحملوهم، فعرفوا الخضر فحملوه بغير نول، فلما ركبا في السفينة، لم يفجأ إلا والخضر قد قلع لوحا من ألواح السفينة بالقدوم، فقال له موسى: قوم حملونا بغير نول عمدت إلى سفينتهم فخرقتها "لتغرق أهلها لقد جئت شيئا إمرا. قال ألم أقل إنك لن تستطيع معي صبرا. قال لا تؤاخذني بما نسيت ولا ترهقني من أمري عسرا"قال: وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: وكانت الأولى من موسى نسيانا. قال: وجاء عصفور فوقع على حرف السفينة، فنقر في البحر نقرة، فقال له الخضر: ما علمي وعلمك من علم الله، إلا مثل ما نقص هذا العصفور من هذا البحر. (صحيح البخاري، رقم الحديث ۴۷۲۵، كتاب تفسير القرآن، سورة الكهف، صحيح مسلم ۲۳۸۰"۱۷۴")

ترجمہ:''یہ کہہ کر دونوں حضرات دریا کے کنارے کنارے چلنے لگے،اتفاقاً ایک کشتی آئی تو کشتی والوں سے کشتی پر سوار ہونے کی بات چیت کی،ان لوگوں نے حضرت خضر علیہ السلام کو پہچان لیا اور ان کو بغیر کسی کرایہ اور اُجرت کے کشتی میں سوار کر لیا،کشتی میں سوار ہوتے ہی حضرت خضر نے ایک کلہاڑی کے ذریعہ کشتی کا ایک ٹکڑا نکال ڈالا،حضرت موسیٰ علیہ السلام (سے نہ رہا گیا) کہنے لگے کہ ان لوگوں نے بغیر کسی معاوضہ کے ہمیں کشتی میں سوار کر لیا،آپ نے اس کا یہ بدلہ دیا کہ ان کی کشتی توڑ ڈالی کہ یہ سب غرق ہو جائیں،یہ تو آپ نے بہت برا کام کیا۔

حضرت خضر نے کہا کہ میں نے آپ سے پہلے ہی کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہ کر سکیں گے،اس پر موسیٰ علیہ السلام نے عذر کیا کہ میں اپنا وعدہ بھول گیا تھا،اس بھول پر آپ سخت گیری نہ کریں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ واقعہ نقل کر کے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام کا پہلا اعتراض،حضرت خضر پر بھول سے ہوا تھا،اور دوسرا بطور شرط کے اور تیسرا قصداً (اسی اثناء میں) ایک چڑیا آئی اور کشتی کے کنارے پر بیٹھ کر اس نے دریا میں سے ایک چونچ بھر پانی لیا،حضرت خضر نے موسیٰ علیہ السلام کو خطاب کر کے کہا کہ میرا علم اور آپ کا علم دونوں مل کر بھی اللہ کے علم کے مقابلہ میں اتنی حیثیت بھی نہیں رکھتے، جتنی اس چڑیا کی چونچ کے پانی کو اس سمندر کے ساتھ ہے''۔

www.idaraghufran.org

طب وصحت

حکیم مفتی محمد ناصر

دانتوں کے مختلف امراض اوران کا علاج

دانتوں کا ٹوٹنا: 5،6،سال کے بچوں یا بوڑھوں کے دانتوں کا ہلنے کے بعد ٹوٹ جانا ایک قدرتی بات ہے،اس کے علاوہ بچوں کے دانت ٹوٹنے کا ایک سبب مٹھائی، چاکلیٹ اور ٹافیاں وغیرہ کھانا ہے،ان بچوں کی غذا میں کیلشیم اور وٹامن ڈی کی کمی ہوجاتی ہے،دانت سیاہ ہوکر بھرنے لگتے ہیں، دیکھنے میں بھی بدنما لگتے ہیں،بعض اوقات سات، آٹھ سال کے بچوں میں یہ مرض اس حد تک بڑھ جاتا ہے، کہ دانت بالکل بوسیدہ ہوجاتے ہیں،اور کبھی دانتوں کی جڑوں میں کھوڑ پیدا ہوکر سوراخ ہوجاتے ہیں۔ بڑے بوڑھوں کے جب دانت ٹوٹنے لگیں،تو اس کا سبب کیلشیم کی کمی کے ساتھ ساتھ جسم میں سردی خشکی کی زیادتی بھی ہوتی ہے،اس کی علامت یہ ہے کہ دانت کمزور ہوجاتے ہیں،دانتوں اور مسوڑھوں کے درمیانی جگہ میں سیاہی نظر آتی ہے۔

غذائیں: ایسی غذائیں جن میں کیلشیم، وٹامن ڈی اور وٹامن اے کثرت سے پائے جاتے ہوں، جیسے دودھ، مکھن، بالائی، بڑے گوشت کی یخنی، مچھلی، بیر، پالک، سلاد، گاجر، چقندر، آلو، سیب وغیرہ، نیز زیتون کا تیل ایک چمچ روزانہ دودھ میں ڈال کر پلائیں،مغز بادام،مغز پستہ کھانا بھی وٹامن کی مطلوبہ مقدار کو پورا کرتا ہے۔اس کے علاوہ دھوپ میں بھی وٹامن ڈی پائی جاتی ہے،لہٰذا سورج کی براہِ راست شعاعیں بھی جسم میں وٹامن ڈی کی مقدار بڑھاتی ہیں،اس کے علاوہ اگر مریض باہمت ہو،تو لونگ چبانا بھی مفید ہوتا ہے۔

دانتوں کی کھوڑ، یا دانتوں میں کیڑا لگنا: دانتوں کے خلاء کے اندر موجود گاڑھے لیس دار مادہ کے گلنے اور خراب ہونے سے دانتوں کی کھوڑ کا مرض پیدا ہوتا ہے،اس گاڑھے لیس دار مادہ میں عروق اور اعصاب پائے جاتے ہیں، جب یہ گاڑھا لیس دار مادہ گل کر خراب ہوجاتا ہے،تو تکلیف اور اذیت کا سبب بنتا ہے، اگر غور کے ساتھ معائنہ کیا جائے تو دانت کا یہ خلاء سیاہ رنگ کا ہوچکا ہوتا ہے،جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ کافی پرانا مرض ہے،اور دانتوں کی دیکھ بھال میں کوتاہی سے پیدا

www.idaraghufran.org

ہوا ہے، دانتوں کی درزوں میں غذا کے ٹکڑے پھنسے رہ جاتے ہیں، خاص طور پر امرود کا بیج دانتوں کی درزوں میں پھنسے رہ جانے کے بعد متعفن ہو کر دانتوں کی بڑی خرابی کا سبب بنتا ہے، یہ غذائی ٹکڑے متعفن ہو کر دانت کی جڑ میں پیپ کر دیتے ہیں، پھر اس پیپ کی وجہ سے مسوڑھے بھی بیماری میں مبتلا ہو جاتے ہیں، یہ کھوڑ دن اور رات ہر وقت میں درد ہو کر بے چین کرتی ہے۔

اس بیماری کا اصل سبب دانتوں کی صفائی کی طرف سے لا پرواہی برتنا ہے، رات کو کھا پی کر دانت صاف کیے بغیر سو جانے سے دانتوں کی خلاؤں میں غذا کے ٹکڑے پھنسے رہ جانے کے بعد متعفن ہو کر سب سے پہلے دانتوں کی چمک کو ختم کرتے ہیں، اور پھر دانتوں کو پیلاہٹ لگ جاتی ہے، اس کے بعد مسوڑھے اور دانتوں کی خلاء میں خرابی پیدا ہوتی ہے، بالآخر کھوڑ بن جاتی ہے، جسے دانتوں میں کیڑا لگنا کہتے ہیں۔

علاج: سونٹھ، نوشادر ٹھیکری، گیری، سوسو گرام، کالی مرچ اور تخم دھتورہ سیاہ بیس بیس گرام، سب ادویہ الگ الگ پیس کر ملا لیں، دانت یا داڑھ میں جب کھوڑ بنی ہو تو کھوڑ کو ماچس کی تیلی سے کھرچ کر اس میں کھوڑ میں چٹکی بھر دوا بھر دیں، چند سیکنڈ بعد درد دُور ہو جاتا ہے، دو تین مرتبہ استعمال سے مقام کا تعفن دُور ہو کر تندرستی حاصل ہو جاتی ہے، اس کے بعد پابندی کے ساتھ دانتوں کی صفائی اچھے طریقہ سے کرتے رہنا چاہئے۔

دانتوں سے خون نکلنا(Phorrhea): اس مرض میں مسوڑھوں سے خون اور پیپ بہنے لگتا ہے، اس کے بعد ورم اور زخم بن جاتے ہیں، ان زخموں سے بدبودار اور غلیظ رطوبت بہتی ہے، اگر یہ زخم پرانے ہو جائیں، تو یہ ناسور یعنی سوراخ والا زخم بن جاتا ہے، جس سے مسلسل خون بہتا رہتا ہے، اگر یہ زخم پرانے ہو جائیں، تو بہت تکلیف دہ شکل اختیار کر لیتے ہیں۔

مسوڑھوں میں قدرت نے بے شمار ریشے اور بندھن پیدا فرما دیئے ہیں، جن کی وجہ سے دانت اپنی جگہوں میں مضبوط رہتے ہیں، اگر یہ مسوڑھے بیمار ہو جائیں، تو دانت کمزور ہو کر ہلنے لگتے ہیں، دراصل دانت مسوڑھوں کی وجہ سے قائم ہیں، دو دانتوں کے درمیان ایک درز ہوتی ہے، اگر دانتوں کی صفائی کا خیال نہ رکھا جائے تو یہی درز جراثیموں کا گھر بنتی ہے، انہی درزوں میں غذا کے ٹکڑے

﴿بقیہ صفحہ ۵۹ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اخبارِ ادارہ مفتی محمد ناصر

ادارہ کے شب وروز

- ......مورخہ 16/صفرالمظفر بروز جمعرات، مولانا عبدالسلام صاحب (ناظم: ماہنامہ التبلیغ) کی طرف سے مفتی صاحب مدیر کی معیت میں چند ارا کینِ ادارہ عشائیہ میں مدعو تھے۔
- ......مورخہ 19/صفرالمظفر بروز اتوار، کو حافظ سدلیس اور حافظ عدنان صاحبان، اور مورخہ 22/صفرالمظفر بروز بدھ کو حافظ حنظلہ صاحب کی تکمیلِ حفظِ قرآن کے موقع پر دعائیہ تقریب منعقد ہوئی۔
- ......تعمیرِ پاکستان سکول میں مورخہ 13/صفرالمظفر (19/اگست) بروز پیر سے فرسٹ ٹرم امتحانات منعقد ہوئے، اور مورخہ 27/صفر (2/ستمبر) بروز پیر کو نتائج فراہم کیے گئے۔

﴿بقیہ متعلقہ صفحہ ۵۸ ''دانتوں کے مختلف امراض اوران کا علاج''﴾

پھنسے رہتے ہیں، اور متعفن ہوکر مرض اور بیماری کا سبب بنتے ہیں، دانتوں کی صفائی نہ کرنے کی وجہ سے دانتوں کی درزوں اور دانتوں کی جڑوں میں زرد رنگ کی میل جمنا شروع ہوجاتی ہے، جو سیمنٹ کی طرح سخت ہوجاتی ہے، یہ میل بھی مسوڑوں کے کناروں کو زخمی کردیتی ہے، اوران میں عفونت پیدا ہوجاتی ہے، اگر یہ مسوڑھے زیادہ زخمی ہوجائیں، تو اس کیفیت میں مسوڑھوں کا گوشت گلنا سڑنا شروع ہوجاتا ہے، اس میں پیپ ہر وقت رہتی ہے، اور منہ سے سخت بدبو آتی ہے، کبھی ایک مسوڑھا اس بیماری کا شکار ہوتا ہے، اور کبھی ایک سے زیادہ مسوڑھے مرض میں مبتلا ہوجاتے ہیں، جب مسوڑھے مرض میں مبتلا ہوں، تو غذا کے ساتھ کافی مقدار میں خون اور پیپ معدے میں چلا جاتا ہے، جو معدے کو دن بدن ضعیف کردیتا ہے، جس سے معدے کے کئی امراض پیدا ہوجاتے ہیں، اور جب معدہ مریض ہو تو پورا جسم اس سے متاثر ہوتا ہے، غور کیا جائے کہ اگر ایک شامی کباب خون اور پیپ میں لیپ کر کھانے کو دیا جائے، تو کیا اسے کھانا پسند کیا جائے گا؟ اسی طرح بیمار دانت اور بیمار مسوڑھے غذا کو متعفن اور خراب کرکے معدے کے حوالہ کرتے ہیں، اس لئے دانتوں کی صفائی صحت اور تندرستی قائم رکھنے کے لئے بے حد ضروری ہے۔

(علاج الامراض، ج ۱، از پروفیسر حکیم محمد اشرف شاکر صاحب مرحوم)